اللہ نور السمٰوٰت والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح

ماہانہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

سالنامہ

فتح 1381 ہش

دسمبر 2002ء

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سالانہ اجتماع وقفِ نو بھارت کے اسٹیج کا منظر، محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید
خطاب فرماتے ہوئے۔ محترم صاحبزادہ حضرت مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان اجلاس کی
صدارت فرماتے ہوئے۔ آپ کے انتہائی دائیں جانب مکرم جلال الدین صاحب نیر صدر مجلس تحریکِ
جدید، مکرم الحاج رشید الدین صاحب پاشا صدر عمومی قادیان اور دائیں جانب محمد نسیم خان صاحب نیشنل
سیکریٹری وقفِ نو بھارت اور مولوی محمد یوسف صاحب انور سیکریٹری وقفِ نو قادیان۔

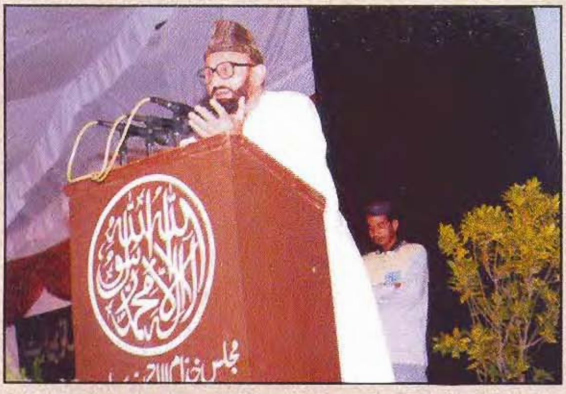

حضرت صاحبزادہ صاحب واقفینِ نو بھارت کے پہلے سالانہ اجتماع میں
حاضرین سے خطاب فرماتے ہوئے

قادیان کی واقفاتِ نو بچیاں ترانہ پیش کرتے ہوئے

محترم حضرت صاحبزادہ صاحب واقفاتِ نو کے ساتھ

اجتماعی دعا کا ایک منظر

واقفین نو بچے دعا کرتے ہوئے

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

ماہنامہ مشکوٰۃ قادیان

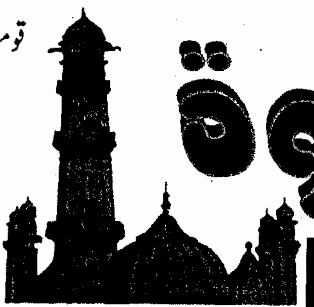

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد۲۱ فتح۱۳۸۱ ہجری شمسی بمطابق دسمبر ۲۰۰۲ء شمارہ۱۲

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

(المصلح الموعودؓ)

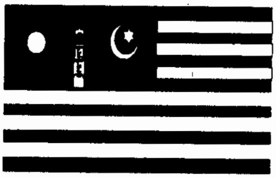

سالنامہ

ضیاپاشیاں

اداریہ	2
کلام الامام	3
جلسہ سالانہ - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات	4
عرفان کے موتی	10
حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کی روشنی میں تربیتِ اولاد	17
لباس التقویٰ	23
تصاویر واقفین و واقفاتِ نو	25
مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 03-2002ء	34
قرارداد تعزیت بروفات محترم محمد احمد صاحب	39
ملک ملک کی سیر - ۸، آرمینیا	40
کیا آپ جانتے ہیں؟	42
فہرست مضامین مشکوٰۃ 2002ء	44
وصایا 96-15192	32

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

شاہد احمد ندیم

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، بصیر احمد غوری، شاہد احمد ندیم

دفتری امور: راجا ظفر اللہ خان انسپکٹر مشکوٰۃ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)
By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

اداریہ

جلسہ سالانہ قادیان- تائیداتِ الٰہیہ کا ایک زبردست نشان

قادیان کی مقدس بستی میں ایک مرتبہ پھر دینِ مصطفیٰ کے عشاق کی آمد آمد ہے۔ مختلف قوموں اور لسانوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے فضاء روحانیت میں بلند پروازوی کی طاقت رکھنے والے طیور ابراہیمی کا اس جگہ جمع ہونا امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس ندائے سماوی کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

یأتیك من کُل فج عمیق و یأتون من کل فجٍ عمیق

اور حضورؑ کی معرکۃ الآراء تصنیف براہین احمدیہ میں یہ عربی اشعار درج ہیں:

فقال سیأتیك الاناس و نصرتی
ومن کل فج یأتین و تنصر
تری نصر ربی کیف یأتی و یظهر
و یسعی الینا کل من هو یبصر

پس اس نے (خدانے) کہا کہ لوگ تیری طرف آئیں گے اور میری مدد بھی تجھے پہنچے گی۔ اور ہر ایک راہ سے لوگ تیری طرف آئیں گے اور تو مدد دیا جائے گا۔ پھر لوگوں کو مخاطب ہو کر آپ فرماتے ہیں: ''میرے خدا کی مدد کو تو دیکھتا ہے کہ کیوں کر آ رہی ہے اور ظاہر ہو رہی ہے اور ہر ایک جو آنکھیں رکھتا ہے ہماری طرف دوڑتا چلا آ رہا ہے۔'' (براہین احمدیہ)

قارئین کرام! یہ خدائی بشارت اُس زمانہ کی ہیں جبکہ آپ پردہ گمنامی مستور تھے۔ کوئی نہیں جانتا تھا آپ کو نہ ہی قادیان کی بستی سے کوئی واقف! جیسا کہ خود آپ فرماتے ہیں۔

لوگوں کی اس طرف کو ذرا بھی نظر نہ تھی
میرے وجود کی بھی کسی کو خبر نہ تھی
اب دیکھتے ہو کہ کیسا رجوع جہاں ہوا
اک مرجع خواص یہی قادیاں ہوا

یہ پُرشوکت نوید ہر سال جلسہ سالانہ کی صورت نہایت شان کے ساتھ پوری ہوتی ہے اور تائیداتِ الٰہیہ ہر سال اس پر اپنی صدق کی ثبوت لگاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جلسہ میں تشریف لانے والے مہمانانِ کرام کے لئے خدا تعالیٰ سے جو دعائیں فرمائی ہیں۔ یہ وہ نہایت ہی خوبصورت ہیں۔ پس کتنے ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان عظیم دعاؤں کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ اور کتنے ہی خوش قسمت ہیں وہ رضا کار جوان ان خدا کے مہانوں کی خدمت میں رات دن مصروف رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان مبارک دعاؤں کا وارث ٹھہرا جو حضورؑ نے جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے کی ہیں اور ہر قسم کی روحانی و دنیوی برکات و فیوض سے متمتع ہو کر جانے والے ہوں۔ تم میں سے ہر ایک صداقت احمدیت کا ایک روشن نشان ہے۔ خدا کرے کہ رشد و ہدایت کے نور سے تمہارے سینہ و دل منور رہوں۔ نور مصطفوی آپ کے وجود کے ذرہ ذرہ میں سرایت کر جائے۔ ایک نئی شان کے ساتھ آپ کا وجود ان نوروں کو منعکس کرنے والا ہو۔ تمام تاریکیوں کو اجالوں میں بدلنے والا ہو۔ آمین اللّٰھم آمین

(زین الدین حامد)

کلام الامام

جلسہ سالانہ قادیان
کے
بنیادی اغراض و مقاصد اور ان کا لازمی تقاضا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اُس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اِس میں آملیں گی۔ کیوں کہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

''بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اُس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔

اے خدا از والمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ امین ثم امین۔

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

جلسہ سالانہ

میں شرکت کرنے والے مہمانوں اور میز بانوں کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف اوقات میں فرمودہ

ہدایات کا انتخاب

مرتبہ: ظہور احمد بشیر - لندن

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کے پروگراموں کا ایک اہم حصہ ہے۔ اس کا آغاز سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا اور اس کی غیر معمولی اہمیت اور اغراض و مقاصد کو تفصیل سے بیان فرمایا اور مہمانوں اور میز بانوں کے لئے نہایت اہم زرّیں ہدایات ارشاد فرمائیں۔

جلسہ کی اہمیت کا ذکر ایک موقع پر آپ نے یوں فرمایا:

''اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۃ اللہ پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آن ملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۱)

اسی طرح فرمایا:-

''ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسے کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرمائے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے۔ تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔''

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۳۴۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۰ء کے چار سالوں میں مختلف خطبات جمعہ میں جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے مہمانوں اور میز بانوں کو جو ہدایات ارشاد فرمائیں ان کا ایک انتخاب کم و بیش حضور ایدہ اللہ ہی کے مبارک الفاظ میں ہدیۂ قارئین ہے۔

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو ان ارشادات پر کماحقہٗ عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

مہمانوں و میز بانوں کے لئے عمومی نصیحتیں

۞ ذکرِ الٰہی اور درود شریف میں وقت گزاریں:

ذکرِ الٰہی اور درود شریف پڑھنے میں اپنا وقت گزاریں اور التزام کے ساتھ نماز باجماعت کی پابندی کریں۔ فضول گفتگو سے اجتناب کریں۔ باہمی گفتگو میں دھیما پن ہو اور وقار ہو۔ تلخ گفتگو آپ کو بھی تکلیف دیتی ہے اور جس دل پر جا کے پڑتی ہے اس کو بھی تکلیف دیتی ہے۔ پس یاد رکھیں کہ دل سے تلخی کو نہ اٹھنے دیں۔ اگر ہے اور مجبوری ہے تو اس کو دبا جائیں خدا کی خاطر صبر اختیار کریں تو اس سے انشاء اللہ آپ بھی پاک صاف رہیں گے اور آپ کا ماحول بھی پاک صاف رہے گا۔ جلسہ کی کارروائی وقار کے ساتھ سننی چاہئے۔

۞ کسی کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس سے ایک شخص کو ٹھوکر لگے، بہتر تھا کہ وہ نہ پیدا ہوتا۔ پس جہاں تک ٹھوکر لگانے کا مسئلہ ہے اس کا جرم اور بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ خواہ وہ مقامی دوست ہوں خواہ باہر سے آنے والے ہوں اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں کہ ایسے جلسے میں شرکت کر رہے ہیں جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں۔

۞ اپنی مرکزی حیثیت کو کبھی نہ بھولیں

آپ بحیثیت جماعت توحید کے علمبردار اس وقت بنیں گے جب آپ دنیا میں خدا کے نیچے خدا کی روحوں کو ایک کر دیں گے بہت سے ملکوں میں ان روحوں کے ساتھ کچھ گندگیاں لپٹ گئی ہیں، کچھ کپڑے چمٹے ہوئے ہیں، کچھ رنگ چمٹے ہوئے ہیں جو روحوں کے اپنے نہیں ہیں۔ اپنی روحوں کو عالمی بناؤ اور روح ہے ہی عالمی۔ خدا نے اسے عالمی بنایا تھا۔ انسانوں نے اس کو ملوث

کردیا، انسانوں نے اسے گندا کردیا، انسانوں نے اسے شخصیتیں عطا کیں جو اس کی شخصیت نہیں ہیں۔ روح تو اللہ کے لئے صاف ہو جانے کا نام ہے اور پھر خدا کے رنگ میں ایسی روح پر چڑھتے ہیں اور خدا کے رنگ عالمی ہیں۔ آپ جب ایک دوسرے سے ملیں ایک دوسرے سے تعلق رکھیں تو اس مرکزی حیثیت کو کبھی نہ بھولیں۔ ہم سب ایک ہیں اور یہ ایک ہونا غیروں نے بھی محسوس کیا ہے۔

عبادات کو اہمیت دیں

ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے...... کہ عبادت کو ترجیح دیں' عبادت کو اہمیت دیں۔ جلسہ عبادت کرنے والوں کا جلسہ ہے۔ جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں۔ وہ جو روح والی بات میں کہہ رہا ہوں اس کو صاف کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ جب آپ عبادت پر زور دیتے ہیں تو آپ کا تعلق اللہ سے ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نہ ٹھوکر لگانے والے رہتے ہیں، نہ ٹھوکر کھانے والے ہوتے ہیں۔ جو شخص بھی عبادت کے ذریعہ اپنے ربّ کا ہو جائے اسے دنیا کا کوئی انسان بھی دھکا دے کر باہر نہیں نکال سکتا۔ یہ اس کی استقامت ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ "ربنا الله" کہہ کر پھر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر فرشتے اترتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر اس دنیا میں بھی اگلی دنیا کے رموز کھولے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں، اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔

سلام کو رواج دیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے فرمایا "اَفْشُــــوا السَّلَام" سلام نشر کرو اور یہ عادت آپ ڈالیں۔ سلام کہنے سے دو باتیں پیشِ نظر رہیں گی۔ ایک تو یہ کہ آپ ہر آنے والی کی عزّت کریں گے۔ دوسرا یہ کہ سلام کہہ کر آپ اس کو مطمئن کر رہیں ہونگے کہ آپ کی طرف سے اسے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ آپ کی طرف سے وہ یقیناً امن کی حالت میں رہے گا۔ پس ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلام پھیلانے کی عادت ڈالیں۔

قادیان میں مجھے یاد ہے ایک بہت پیارا دستور تھا کہ دور دور سے آنے والوں کو بعض لوگ اس خیال سے کہ پہل ہم کریں پہلے ہی بہت اونچی آواز میں سلام کر دیا کرتے تھے۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی یہی سنّت تھی۔ آپ ہمیشہ بلند آواز سے دور سے آنے والوں کو سلام کہہ دیا کرتے تھے۔

خواتین پردے کا اہتمام کریں

خواتین کو میں ہمیشہ نصیحت کرتا ہوں کہ پردے کا لحاظ رکھیں۔ اگر آپ احمدی ہیں اور مہمان کے طور پر آئی ہیں تو جلسے کے دنوں میں آپ پر فرض ہے اور آپ کے ماں باپ کا فرض ہے کہ آپ کو سلیقے کے ساتھ چلنا پھرنا سکھائیں۔ اگر پردے کی عمر نہیں بھی لیکن اتنی عمر ہوگئی ہے جو بیچ بیچ کی عمر ہوتی ہے جہاں پردہ پورا کرو نہ کرو درمیان میں اختیار ہوتا ہے اس عمر کی بچیوں کو خصوصیت کے ساتھ اپنے سر کو اور اپنی چھاتی کو ڈھانپ کر رکھنا چاہئے اور ڈھانپتے وقت بالوں کی نمائش نہیں ہونی چاہئے۔

حفاظت (سکیورٹی) کا انتظام

جماعت احمدیہ کا جو حفاظت کا نظام ہے یہ کُل عالم میں یکتا ہے اور اس میں ادنیٰ سا بھی مبالغہ نہیں۔ دنیا میں کہیں کسی اجتماع پر یا کسی دنیا کے بڑے سربراہ کے لئے حفاظت کا ایسا مؤثر انتظام نہیں ہوتا جتنا جماعت احمدیہ میں روایتاً رائج ہو چکا ہے۔ اس کے کچھ پہلو ہیں جو میں آپ کے سامنے کھولنا چاہتا ہوں۔

سب سے بڑی حفاظت کا انتظام تو آپ خود ہیں۔ آنکھیں کھول کر پھریں اور جس شخص سے بھی آپ کو احساس ہو کہ خطرہ ہو سکتا ہے اس کے متعلق چند باتیں پلّے باندھ لیں۔ میری نصیحت ہے آنے والوں کو بھی اور رہنے والوں کو بھی جو بھی جلسے میں ہوں کہ اپنے دائیں بائیں کی حفاظت کریں۔ دنیا میں کہیں بھی یہ نظام رائج نہیں۔ جب بھی کوئی شخص حملہ کرنا چاہتا ہے اس کو لازماً کوئی تیزی سے حرکت کرنی پڑتی ہے۔ وہ جیب کی طرف یا کہیں ہاتھ ڈالتا ہے اگر دائیں بائیں بیٹھے ہوئے ہوشیار ہوں تو ناممکن ہو جائے گا اس کے لئے ایسی حرکت کرسکے۔ پس اصل نگران تو اللہ ہی ہے مگر اللہ نے جو طریقے سمجھائے ہیں ان طریقوں پر عمل کرنا تو ضروری ہے۔ تو اپنے دائیں بائیں سے بیدار مغز رہیں اور جو اچھے لوگ بھی ہیں بعض دفعہ ان میں بھی جن کو آپ اچھا سمجھ رہے ہیں بعض بد چھپے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لئے نگرانی کا یہ نظام سب پر حاوی ہے۔ ہر شخص اپنے دائیں بائیں کا نگران ہو۔ اگر آپ یہ صورت اختیار کریں تو چلتے پھرتے آتے جاتے اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ حفاظت کا انتظام ایسا اعلیٰ ہوگا کہ دنیا میں کبھی کسی سربراہ کے لئے ایسا انتظام نہ ہوا، نہ ہو سکتا ہے۔ جب دو رویہ کھڑے ہوں تو اس وقت بھی اس کا خیال رکھیں۔

متفرق امور

×......وقت کی پابندی کا خیال رکھیں۔ جلسہ کی تقریروں کے دوران باہر

کھڑے ہوکر آپس میں باتیں نہ کریں۔ صفائی کا خاص خیال رکھیں، مسجد، رہائش گاہ، جلسہ گاہ اور سارا ماحول صاف ستھرا رکھنے میں تعاون فرمائیں۔ غسل خانوں کی صفائی کا خاص خیال رکھیں۔

×...... ہر وقت اپنا شناختی کارڈ لگا کر رکھیں اور اگر کوئی شخص اس کے بغیر نظر آئے تو اس کو بھی نرمی سے سمجھائیں۔

×...... اپنی قیمتی اشیاء پر نظر رکھیں۔ بعض دفعہ ایسے بڑے اجتماعات کے موقع پر کئی قسم کے شریر لوگ بھی آجاتے ہیں، بھیس بدل کر وہ جیب کترے بھی آجاتے ہیں اس لئے بہت احتیاط کریں اور گری پڑی چیز کے متعلق ویسے تو وہیں رہنے دینا چاہئے مگر اس لئے کہ کوئی دوسرا آدمی غلط نیت سے اس کو اٹھا نہ لے بے شک اس کو اٹھا کر گمشدہ اشیاء کے شعبہ تک پہنچا دیا کریں۔ وہ اعلان کرکے بتادیں جس شخص کی بھی وہ چیز ہوگی اس کو واپس کر دیں گے۔

×...... اسی طرح گمشدہ بچوں پر نظر رکھیں، ان کو گمشدہ اشیاء کی طرح گمشدہ چیزوں کے خیمہ میں پہنچائیں اور ان کے متعلق وہ اعلان کر دیں گے۔

مہمانوں کے بارہ میں ھدایات

جہاں تک آنے والے ہیں ان کا تعلق محض خدا سے ہے، اللہ کی خاطر آئے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا کی خاطر ان کو آنا چاہئے۔ اور دوسری ساری اغراض کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔

منتظمین جلسہ کی اطاعت

منتظمین جلسہ کی اطاعت ضروری ہے۔ ایسی اطاعت کریں کہ جس کی اطاعت کی جائے وہ خوش ہو جائے۔ وہ دیکھے کہ اس کو کوئی فضیلت نہیں ہے پھر بھی خدا کی خاطر آپ اس کے سامنے گردن جھکائے ہوئے ہیں۔ یہ ہے وہ اطاعت جو احمدیت کی سچی اطاعت کی روح ہے۔

راستوں کے حقوق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہٖ وسلم نے اس کو بھی ایمان کا ادنیٰ شعبہ قرار دیا ہے کہ رستوں کا حق ادا کرو۔ ایک تو یہ کہ جو بازار یا دکانیں وغیرہ ہیں ان کے اردگرد جمگھٹ لگا کر کھڑے نہ ہوا کریں۔ جو چیز خریدی، بس اور الگ کھلی جگہ جا کر اس کو کھائیں پئیں۔

تکلیف دہ چیزوں کا رستے سے ہٹانا۔ یہ بھی ایمان کے شعبوں میں سے ایک ادنیٰ شعبہ ہے اگر کوئی ایسی چیز نظر آئے مثلاً کیل کانٹا وغیرہ یا کیلے کا چھلکا تو یہ انتظار نہ کریں کہ جن لوگوں کی ڈیوٹی ہے اس کام پر وہی اس کو دور کریں گے۔ ایسی چیز کو تو فوراً دور کرنا چاہئے اور اس کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ خود یہ چیزیں نہ پھیلائیں۔ اگر تکلیف دہ چیزیں اٹھانے کا حکم ہے تو پھیلانا تو اور بھی بری بات ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنی جیبوں میں ایک چھوٹا سا پلاسٹک کا تھیلا (Bag) رکھ لیا کریں۔ اس سے جیب پھولتی بھی نہیں معمولی سا ہوتا ہے کہیں آپ نے کوئی چیز پھینکنی ہو، کچھ کھار ہے ہوں اس کا Waste، کیلے کا چھلکا مثلاً یہ اگر آپ نے کہیں ڈالنا ہو تو اپنی جیب سے تھیلا نکالا اس میں ڈال دیا اور جب کوئی ڈسٹ بن (Dust Bin) آئے تو اسمیں پھینک دیا۔

رزق کی قدر کریں

کھانا ضائع نہ ہو۔ ہمیشہ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ نصیحت ہے کہ خدا کے رزق کی قدر کریں۔ پانی کی بھی اور کھانے کی بھی۔

اپنے نفس کی حفاظت کریں

آنے والے خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ خواہ مخواہ ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔ یہ جلسہ ایمان کو بڑھانے کے لئے منایا جارہا ہے اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ کوئی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ٹھوکر کا سامان کرنے والے ہیں مگر اپنے نفس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ چنانچہ قرآن کریم ایسے لوگوں کی مثالیں دیتا ہے کہ قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ اے خدا ان لوگوں نے ہمیں ٹھوکر لگائی، اس نے ہمیں ٹھوکر لگائی، فلاں کی وجہ سے ہم اس غلطی میں مبتلا ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان کو یہ جواب دے گا یا فرشتے اس کی طرف سے ان کو یہ جواب دیں گے کہ تم نے ٹھوکر کھائی کیوں؟ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى﴾ کوئی جان بھی کسی جان کی ذمہ دار قرار نہیں دی جائے گی۔

تکلیف کو صبر سے برداشت کریں

اگر محدود جگہ اور محدود کھانے پینے کی سہولت کی وجہ سے حسبِ منشاء کسی کا انتظام نہ ہو تو خوشی سے برداشت کریں۔ یہ بھی للّٰہی صبر ہے اور اس کی اللہ ان کو دنیا اور آخرت میں جزا دے گا۔ چند دن کی بات ہے یہ گزر جائیں گے پھر خیریت کے ساتھ اپنے گھروں کو واپس لوٹیں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اس جلسے کے تذکرے بھی ساتھ لے کر جائیں گے۔ اور اگر انتظامات میں کوئی کمزوری دیکھیں گے تو آپس میں اس کا تذکرہ نہ کیا کریں متعلقہ منتظم کو توجہ دلانا ضروری ہے۔ اور یہ آپ کا احسان ہوگا کہ آپ بروقت متعلقہ منتظم کو توجہ دلائیں۔

واپسی پر سفر کی دعا ضرور ملحوظ رکھیں

حضرت ابن عمر نے اپنے باپ عمر سے بیان کیا ہے رضی اللہ عنھما۔ کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سفر کے ارادے سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تھے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا۔ ''سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَ مَا کُنَّالَہٗ مُقْرِنِیْنَ '' حالانکہ ہم میں اسے قابو رکھنے کی طاقت نہیں تھی ہم اپنے رب کی طرف ہی جانے والے ہیں۔ اے ہمارے خدا ہم تجھ سے اپنے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تُو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے دے جو تجھے پسند ہوں۔ اے ہمارے خدا تو ہی ہمارا یہ سفر آسان کردے اور اسکی دُوری کو لپیٹ دے۔ رستے میں کوئی تکلیف نہ ہو کہ سفر لمبا محسوس ہو۔ آتی دفعہ تو آپ کو یہ دعا یاد نہیں تھی لیکن جاتی دفعہ تو یاد ہوگی۔ اسلئے جاتی دفعہ کی تکلیفوں سے بچنے کے لئے بھی یہ دعا کریں۔ تو محض گھر والوں کے لئے اچھی تبدیلیوں کی نہیں بلکہ اپنے اہل وطن کے لئے بھی اچھی تبدیلیوں کی دعا کرتے ہوئے جائیں۔

میزبانوں کو ہدایات

جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ہر دوسرے پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ ہمارے مہمان ہیں اور اس لئے مہمان ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان ہیں اور ہم ہر پہلو سے ان کی عزّت کرتے ہیں اور عزّت کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ کی مہمان نوازی

سیّد حبیب احمد صاحب کو مخاطب کر کے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ مہمان کا حق ہوتا ہے جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آگیا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس موقعہ پر فرمایا: قطع نظر اس کے کہ میں علیل ہوں یا نہ ہوں میں بھی ہمیشہ یہ پوری کوشش کرتا ہوں کہ آنے والے مہمانوں کی خاطر ان کے لئے ملاقات کا وقت نکالوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اگر کوئی مہمان آوے اور سب وشتم تک بھی اس کی نوبت پہنچے تم کو چاہئے کہ چپ رہو۔ جس حال میں کہ وہ ہمارے حالات سے واقف نہیں ہے نہ ہمارے مریدوں میں داخل ہے تو کیا حق ہے کہ ہم اس سے ادب چاہیں جو ایک مرید کو کرنا چاہئے۔''

بعض دفعہ جلسے کے دنوں میں موسم بھی خراب ہوجاتا ہے۔ اس خراب موسم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کیا توقع رکھتے ہیں۔ فرمایا: ''آج کل موسم بھی خراب ہے اور جس قدر لوگ آئے ہوئے ہیں یہ سب مہمان ہیں اور مہمان کا احترام ہونا چاہئے۔'' اس میں احمدی اور غیر احمدی کا فرق نہیں کیا گیا۔ مسلم غیر مسلم کا فرق نہیں کیا گیا۔

آپؑ کی ہدایت تھی کہ کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو اگر کوئی دودھ مانگے تو دودھ دو، چائے مانگے تو چائے دو۔ ایک موقع پر آپ نے میاں نجم الدین جو مہتمم لنگر خانہ تھے ان کو بلا کر فرمایا، ''دیکھو بہت مہمان آئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے اور بعض کو نہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاحترام جان کر تواضع کرو۔'' خواہ پہچانو یا نہ پہچانو، ہوسکتا ہے کہ کسی قوم کا کوئی معزز شخص بھی ہو۔ ہر ایک سے ایسا سلوک کرو گویا ہر ایک شخص صاحب اکرام ہے۔

مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے اپنے واقعہ کا خود اپنے قلم سے ذکر کیا جو ان کی کتاب ''تائید حق'' میں چھپا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: ''مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے قارئین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بُری عادت تھی امرتسر میں تو مجھے پان ملا مگر بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بُری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا۔'' یہ تھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ شروع میں جب مہمانوں کی زیادہ کثرت نہیں تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحت بھی نسبتاً بہتر تھی آپ اکثر مہمانوں کے ساتھ اپنے مکان کے مردانہ حصہ میں اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور کھانے کے دوران میں ہر قسم کی بے تکلفانہ گفتگو جاری رہتی گویا ظاہری کھانے کے ساتھ علمی اور روحانی کھانے کا دسترخوان بھی بچھ جاتا تھا۔ ایسے موقعوں پر آپ عموماً ہر مہمان کا خود ذاتی خیال رکھتے تھے۔ بعض اوقات اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی مہمان کو اچار کا شوق ہے اور اچار دسترخوان پر نہیں ہوتا تھا تو خود کھانا کھاتے کھاتے اٹھ کر اندرون خانہ تشریف لے جاتے اور اندر سے اچار لا کر ایسے مہمان کے سامنے رکھ دیتے۔

ایک روایت الحکم میں ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی تھی منشی عبدالحق صاحب جب تک یہاں رہے حضرت کی مہمان نوازی کے معترف رہے اور اس کا ان کے قلب پر ایک خاصا اثر تھا۔ میں نے ان ایام میں دیکھا کہ حضرت قریباً روزانہ منشی عبدالحق صاحب کو سیر سے واپس لوٹتے وقت یہ فرماتے کہ آپ مہمان ہیں آپ کو جس چیز کی تکلیف ہو مجھے بے تکلف کہیں کیونکہ میں تو اندر رہتا ہوں اور نہیں معلوم ہوتا کہ کسی کو کیا ضرورت ہے۔ آج کل مہمانوں کی کثرت کی وجہ سے بعض اوقات خادم بھی غفلت کر سکتے ہیں۔ آپ اگر زبانی کہنا پسند نہ کریں تو مجھے لکھ کر بھیج دیا کریں۔ مہمان نوازی تو میرا فرض ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا: اب کسی کو یہ خیال نہ گزرے کہ میں تو آرام سے الگ رہتا ہوں اور سارے لوگ مہمان نوازی میں جتے ہوئے ہیں۔ اب یہ زمانہ بدل چکا ہے۔ ہزاروں لاکھوں مہمان سلسلہ کے آتے رہے ہیں۔ قادیان میں بھی یہاں بھی ہزار ہا آتے ہیں، انڈونیشیا میں بھی۔ مگر میرے لئے ممکن نہیں ہے کہ ہر آنے والے کے لئے اٹھ کر خود کو پیش کروں اور اس طرح خدمت کروں مگر اپنی جوانی کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پر عمل کرنے کی بیحد کوشش کرتا تھا۔ مجھے یاد ہے ہمارے گھر بہت کثرت سے مہمان آکر مجلس لگایا کرتے تھے اور غالباً حضرت مرزا صاحب (مکرم مرزا عبدالحق صاحب مراد ہیں۔مرتب) بھی کبھی ان کی مجلس میں شامل ہوتے ہوں۔ اس وقت جہاں تک ممکن تھا ان کے لئے خود اندر سے چیزیں لا کر کھانا پیش کیا کرتا تھا، مشروب پیش کیا کرتا تھا اور بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ بیوی کی طبیعت خراب تھی یا نوکرانی گھر پہ نہ ہوتی تو میں خود ان کیلئے روٹی پکاتا اور وہ روٹی لے کر ان کے سامنے پیش کیا کرتا تھا۔ یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ اب میرے اور حالات ہیں اب آپ سب لوگ جو خدمت کر رہے ہیں یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خدام ہیں اور میری نمائندگی میں ہی ایسا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

میزبانی کے ساتھ جلسہ بھی سنیں:

......(مقامی) احمدیوں کو چاہئے کہ وہ ذوق شوق کے ساتھ اس جلسہ میں شریک ہوں۔ بغیر کسی عذر کے کوئی غیر حاضر نہ رہے۔ بعض لوگ تین کی بجائے صرف دو دن یا آخری دن کے لئے آجاتے ہیں اور ان کے آنے کا مقصد صرف میل ملاقات ہوتا ہے۔ اس جلسہ کی برکات کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں دن حاضر رہیں اور ہر لحاظ سے مستفید ہوں۔ جو میزبان ہیں ان کو اپنے گھر اپنے دل کی فراخی کی طرح کھلے رکھنے چاہئیں اور خدمت کرنی چاہئے لیکن جلسے سے محروم نہ رہیں۔ کیونکہ مہمانی کا مقصد یہ تو نہیں کہ ان کو کھانا کھلایا جائے۔ اصل مہمانی کا مقصد ہے کہ روحانی مائدہ دیا جائے اور روحانی کھانا خود بھی کھائیں اور ان کو بھی کھلائیں۔

شعبہ مہمان نوازی کا فرض

جہاں تک جماعت کے دوستوں کا تعلق ہے جو...... مختلف مہمان نوازی کے شعبوں میں خصوصیت کے ساتھ متعلق ہیں ان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہمانوں کے دل نازک ہوا کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رشتہ داروں یا عزیزوں کے گھر ٹھہریں گے اور وہ دیر سے ان کو جانتے ہیں، ان کا معاملہ الگ ہے لیکن کچھ ایسے بھی جو محض خدا کی خاطر آئے، ان کی مہمان نوازی شعبے نے کرنی ہے۔ اور وہ ذاتی مہمان نوازی نہیں مگر اللہ کی خاطر ہے۔

توفیق کے مطابق مہمان نوازی کریں:

بعض لوگ دھوکے میں کہ نیکی پر خرچ کرو جتنے مرضی قرضے اٹھاؤ سب جائز ہے وہ ضرورت سے بڑھ کر خرچ کر دیں۔ ایسے نیک نیت لوگ جو حقیقت میں غلطی خوردہ ہیں، ان کے لئے نصیحت ہے کہ ایسا نہ کرنا ورنہ یہ شیطانی کام ہوگا جو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

پس مہمان نوازی میں توفیق ضروری ہے۔ ایسی توفیق جو کھینچ کر لمبی تو کی جاسکتی ہے مگر اس کی حدود سے باہر نہیں نکالا جا سکتا۔ تو مہمان کے لئے اس حد تک آپ اپنی وسعتوں کو بڑھائیں کہ آپ کی مہمان نوازی کی وسعت تو بڑھے لیکن اپنی ذات پر بے شک تنگی آئے۔ لیکن ایسی وسعت نہ کریں جیسے دکھاوے والے دنیا کو دکھانے کی خاطر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہاں کی مہمان نوازی اسی رنگ کی ہوگی۔

نازک مزاج لوگوں سے دلداری:

ایک بات جو جلسے کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ جلسے پر بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نازک مزاج بن کر آتے ہیں اور اس میں کچھ ان کا حق بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی دور سے آئے ہیں، محض خدا کی خاطر آئے ہیں اس لئے ہمارا پورا خیال رکھنا چاہئے۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر میزبان کا کام نہیں ہے کہ ناراض ہو۔

اعلیٰ اخلاق سے بدانتظامی کا خاتمہ:

اگر انتظامی طور پر کچھ مشکلات پیش آتی ہیں تو اخلاق فاضلہ کو بڑھ جانا چاہئے نہ کہ کم ہونا چاہئے۔ غالب کہتا ہے

بہرہ ہوں میں تو چاہئے کہ دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر

کہ میں بہرا ہوں لیکن اے بولنے والے دو دفعہ کہہ دیا کرو اونچی بولا کرو۔ سنتا نہیں ہوں بات مکرّر کہے بغیر۔ میں دوبارہ کہے بغیر سن نہیں سکتا۔ تو قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات ہے کہ ایک عام آواز میں کسی سے مخاطب ہو اور وہ نہ سنے۔ لیکن اس کا دوبارہ کہنا اور زور سے کہنا یہ قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات نہیں۔ یہ دستور کے مطابق بات ہے۔ پس اگر کسی موقعہ پر کسی دوسری طرف سے بدانتظامی ہو تو اعلیٰ اخلاق سے آپ اس بدانتظامی کا قلع قمع کر سکتے ہیں یا اس کو زائل کر کے ایک نظام جماعت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔ تو انتظام کو کہاں برقرار رکھنا ہے، کہاں اعلیٰ انتظام کی خاطر جو اخلاقی نظام ہے، جو جماعت کی اوّلین ذمہ داری ہے وہاں نظام کی چھوٹی چیزوں کو قربان کرنا ہے یہ حکمت کا بھی معاملہ ہے اور اخلاق فاضلہ کا بھی ہے۔

مہمان نوازی میں سنّتِ ابراہیمی کو رواج دیا جائے:

جو مہمان حضرت ابراہیمؑ کے گھر میں داخل ہوئے وہ دراصل فرشتے تھے لیکن انسانی روپ میں، اس لئے حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہنچانا نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ مُکرَمِین مہمان تھے، بہت معزز مہمان تھے باوجود اس کے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ان کو پہنچانا نہیں مگر اتنا کہا کہ ہیں اجنبی اور اس پہلو سے اجنبی ہوتے ہوئے بھی ان کی مہمانی کا پورا حق ادا کیا۔

جلسے پر بہت سے جانے پہنچانے بھی آئیں گے اور بہت سے اجنبی بھی ہونگے۔ جو اجنبی ہوں انکا بھی ایک حق ہے اور جو کوئی کسی کے گھر آتا ہے اور گھروں کے علاوہ جو جماعت کا مہمان بن کر جلسے پر آتا ہے اس کے حضور کچھ پیش کرنا بغیر یہ پوچھے کہ آپ کھا چکے ہیں یا نہیں کھا چکے، یہ سنّتِ ابراہیمی ہے۔

مہمان نوازی کا عظیم اجر:

مسند احمد کی روایت ہے جو حضرت شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان ہوئی ہے۔ آپؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہمان کی عزت کرے۔ 'اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر رکھتا ہے' یہ بہت گہرا مضمون ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کی بھی ایک مہمان نوازی ہونی ہے۔ جو اللہ نے کرنی ہے۔ تو جو اللہ کے بندوں سے اعلیٰ مہمان نوازی کا برتاؤ کرے وہ یہ توقع رکھ سکتا ہے کہ میرا اللہ بھی میری اعلیٰ مہمانی فرمائے گا۔

مہمان سے خندہ پیشانی کا سلوک:

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو۔ اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے پیش آنا بھی نیکی ہے۔ تو یہ بھی مہمان نوازی کی قسمیں ہیں خواہ آپ کا براہِ راست مہمان ہو یا نہ ہو اس سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں۔ اور سارے جلسے پر یہ ماحول ہو کہ ہر شخص مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے ہر ایک کا استقبال کر رہا ہو۔

مہمان کی حیثیت کے مطابق عزت و تکریم:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا سردار یا معزز آدمی آئے تو اس کی حیثیت کے مطابق اس کی عزّت و تکریم کرو۔ یہ میں نے اسلئے بیان کرنا ضروری سمجھا ہے کہ ہمارے بہت سے مہمان ہیں جو جماعت سے تعلق نہیں رکھتے اور مختلف دنیا کے گوشے گوشے سے آئے ہوئے ہیں۔ ان کا جو الگ انتظام ہوتا ہے اور غیر معمولی توجہ دی جاتی ہے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بعض مہمانوں کو تو عام مہمانوں میں شامل کیا گیا ہے بعض سے خاص سلوک ہو رہا ہے۔ یہ خاص سلوک حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ہدایت کے مطابق ہوتا ہے اور یہ حدیث اس پہ گواہ ہے۔

متفرق ہدایات:

یہ بھی ایک سنت ہے کہ مہمانوں کو نماز کیلئے بیدار کرنا چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہی معمول تھا کہ جب آپؐ آتے تو لوگوں کو نماز کیلئے اٹھاتے۔

اگر کسی مہمان کو اپنی کار وغیرہ میں بٹھائیں تو ہرگز کرایہ کے طور پر نہ ایسا کریں ان سے کسی قسم کے کرایہ کا مطالبہ جائز نہیں۔ مہمانوں کی خدمت اپنا شعار بنائیں اور محبت، خلوص و قربانی کے جذبہ سے ان کی خدمت کریں۔

(مطبوعہ: الفضل انٹرنیشنل ۱۹ر جولائی و ۲۶ر جولائی ۲۰۰۲ء)

بقایادارن متوجہ ہوں

جملہ بقایاداران مشکوٰۃ سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنے بقایاجات ادا فرمائیں تا مالی کمی اس کی اشاعت میں حارج نہ ہو۔

اسی طرح اہلِ قلم احباب سے بھی قلمی تعاون کی درخواست ہے۔

(ادارہ)

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کی
مجالس سوال و جواب سے منتخب

عرفان کے موتی

مجلس عرفان یکم مارچ ۱۹۸۷ء بمقام محمود ہال لندن

سوال: انسان کو محسوس کرنے کیلئے حواسِ خمسہ عطا کئے گئے ہیں۔ خدا کے وجود کی کوئی ایسی شکل ہونی چاہئے تھی جس کو حواسِ خمسہ کے ذریعہ محسوس کیا جاسکے۔ (ایک ہندو بھائی کا سوال)

جواب: یہ سوال ہمیشہ اُٹھتا رہا ہے اور آیندہ بھی اُٹھتا رہے گا۔ اس کے باوجود ہندو خود بھی ایک خدا کو تسلیم کرتے ہیں گو اُن کے نزدیک اس کے کئی مظاہر ہیں۔ غالباً ان کا عقیدہ ہے کہ خدا بتوں، درختوں، جانوروں اور اسی طرح کی مادہ چیزوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ گو روح کو ایک جسم مل گیا ہے خواہ وہ جسم بنا بنایا مل جائے یا بنا کر دیا جائے۔ ہندوؤں میں خدا کے اس تصوّر کی وجہ سے شاید سوال کرنے والے نے یہ سوال پوچھا ہے۔

فرمایا! قرآن کریم ایک ایسی کتاب ہے جس نے مذہبی دُنیا میں سب سے پہلے یُؤمِنُوْنَ بِالغیبِ (بقرہ:۴) کا حیرت انگیز محاورہ داخل کیا۔ یعنی وہ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کو عَالِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّھَادَۃِ ج (الحشر:۲۳) فرمایا۔ اِن دو آیتوں کی روشنی میں غیب کے مضمون پر غور کرنا چاہئے کیونکہ یہ غیب ہی ہے جس کی بحث چلائی گئی ہے۔ اِسلام نے ایک ہی وار میں اس مادہ پرستی کے رجحان کا قلع قمع کر دیا ہے اور نئے زمانے کے ظاہر ہونے کا اعلان بھی کر دیا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسان کے خدائی تصوّر میں شخصیات کا بڑا بھاری دخل تھا۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کو خدائی میں شریک کیا جاتا رہا اور کسی کو خدا کا بیٹا بنا دیا کسی کو ترقی دیتے دیتے خدا ہی بنا دیا۔ ان کے مذہب میں فرشتوں کے لئے بھی مجسّم کا تصوّر پایا جاتا ہے، وہ لوگ سمجھ نہیں سکتے تھے کہ کوئی وجود حواسِ خمسہ کے ذریعے محسوس کئے بغیر بھی اپنی ذات میں قائم ہوسکتا ہے قرآن کریم نے جب سورۃ بقرہ کی پہلی آیت میں غیب کا لفظ بول کر یہ احساس دلایا کہ ایک نئے زمانے اور نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے جس میں انسان غیب پر ایمان لانا سیکھے گا۔ وہ صرف مذہب کو قبول کرنے کا دعویٰ ہی نہیں کرے گا بلکہ اسے غیب پر ایمان لانے کی عقل اور سلیقہ عطا کیا جائے گا۔ اسی وجہ سے آج ہم اس سوال کا جواب بہت بہتر رنگ میں دے سکتے ہیں بنسبت اُس زمانے کے جس میں یہ آیات نازل ہوئی تھیں۔ رفتہ رفتہ تجربے کے ساتھ انسان نے معلوم کیا کہ اِس کا حاضر ایک آئس برگ (Ice Berg) کی چوٹی کی طرح ہے۔ اور موجودات کا کثیر حصّہ غائب اور پردہ میں ہے۔ جس کو براہِ راست حواسِ خمسہ کے ذریعہ معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے مظاہر کو معلوم کر سکتے ہیں۔ دو (۲۰۰) سال قبل کا انسان یہ تصوّر نہیں کرسکتا تھا کہ یہ فضاء مختلف آوازوں، پیغامات، مناظر اور تصاویر سے بھرپور ہوسکتی ہے اور جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، اور سُن رہے ہیں اس کا ایک بڑا حصّہ فضاؤں میں متحرک ہے۔ جس کو نہ ہم دیکھ سکتے ہیں اور نہ سُن سکتے ہیں، جس Wave Length پر ہم سُن رہے ہیں اس سے پہلے اور بعد کی Wave Lengths ہیں جن کو گو ہم نہیں سُن سکتے لیکن کوئی اور سُن رہا ہے۔ مثلاً کتوں کے لئے ایک وسل (Whistle) تیار کی گئی ہے کتے اس کو سُن سکتے ہیں لیکن وہ اس Wave length سے بہت نیچے ہے، جس Wave length سے ہم سُننا شروع کرتے ہیں۔ اس سے بہت چھوٹی Wave length بھی ہیں جس پر کُتے سُن سکتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے بغیر آواز کے وسلیں (Whisles) بنانی شروع کر دی ہیں کیونکہ اُن کو غیب کا علم ہو گیا تھا، اس طرح غیب حاضر میں تبدیل ہونا شروع ہو گیا۔ اسی طرح ہماری شنید سے بہت اوپر پرندوں کیلئے بھی آوازیں نکالی ہیں جن کو ہم نہیں سُن سکتے وہ بھی غیب تھا۔ ان قوموں نے غیب پر یقین کر کے اُسے حاضر میں بدل دیا اور حیرت انگیز طور پر ان کی رسائی نئی نئی چیزوں تک ہو گئی اور جن مسلمانوں کو غیب پر ایمان لانے کے لئے کہا گیا تھا اُنہوں نے حاضر کو غیب بنا دیا اور اپنے ٹھوس علم کو تصورات اور کہانیوں میں بدلنا شروع کر دیا۔

- کیا خدا کو حواسِ خمسہ سے محسوس کیا جاسکتا ہے؟
- کیا کسی مسجد میں ایک نماز ایک سے زائد مرتبہ پڑھی جاسکتی ہے؟
- شیعہ سنّی مسلمانوں کے اختلافات کی حقیقت؟
- اسلام میں شیطان کا تصوّر؟
- فرشتے روحانی مخلوق ہیں یا جسمانی؟
- خدا کے کفار کے دلوں پر پردے ڈالنے کی حقیقت؟
- کیا ابلیس جنّوں میں سے تھا؟

تاریخ نے یہ ثابت کر دیا کہ خدا کو معلوم کرنے کے لئے غائب میں جانا بہت ضروری ہے۔ جب تک یہ قومیں غائب میں داخل نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت تک یہ غائب (خدا) کی منکر تھیں۔ اور دہریت بڑی تیزی سے پھیل گئی۔ جب انسان نے غیب کی تلاش شروع کر دی تب ان لوگوں نے جو سائنسی انکشافات کی ابتداء میں جبکہ انہیں ابھی غیب پر پورا عبور حاصل نہیں ہوا تھا صرف ظاہر کی سائنس تھی اس وقت دہریہ ہو رہے تھے خدا کی ہستی پر یقین کرنا شروع کر دیا۔ اس حقیقت کا اگر گہری نظر سے تجزیہ کیا جائے تو حیرت ہوتی ہے کہ قرآنِ کریم کی پہلی آیت کس قدر بڑی اور عظیم الشان دُنیا میں داخل کر دیتی ہے۔ فرمایا موجودہ سائنس کے بھی دو دور ہیں ایک جبکہ غیب کو سمجھے بغیر انہوں نے ظاہر کو دیکھا۔ ڈارون نے جانوروں کی سٹڈی کی اور اس کو کچھ باتیں ملیں، اسی طرح فزکس نے کائنات کی سٹڈی کی، وہ بھی ظاہر سٹڈی تھی۔ اس زمانے میں انہوں نے اپنے تھوڑے سے علم کو اپنی انانیت کا مسئلہ بنالیا اور بحثیں کرنے لگے کہ ہمیں سب کچھ پتہ چل گیا ہے۔ خدا کی کوئی ضرورت نہیں۔ ظاہری سائنس میں سب کچھ ہے۔ پھر دوسرا دَور آیا جس میں وہ سائنسدان غیب میں داخل ہوئے اور غیب کی کائنات میں ان پر حیرت انگیز انکشافات ہوئے تو وہی سائنسدان جو خدا کی بات کرتے ہوئے شرماتے تھے اور اس ذکر کو کم فہمی پر گردانتے تھے کھلم کھلا خدا کی بات کرنے لگے چنانچہ امریکن سائنٹفک رسالے کی تحقیق کے مطابق جہاں آج سے پچاس سال قبل ایک فی صد سائنسدان ایسا نہیں تھا جو جرأت کے ساتھ خدا کی ہستی پر بھی یقین رکھتا اور ساتھ ہی سائنس کی بات بھی کرتا اب پچاس فیصدی سائنسدان ہیں جو خدا کی ہستی پر یقین رکھنے لگ گئے ہیں۔ وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ انہوں نے غیب کی دُنیا میں کچھ ایسے شواہد پائے جس کی وجہ سے وہ خدا کی ہستی کے ماننے پر مجبور ہو گئے گو اس رسالے نے مثال تو نہیں دی لیکن مَیں مثال دیتا ہوں مثلاً آئین سٹائین نے جب اپنی سپیشل تھیوری Relativity پر غور کیا تو خدا کی بات کرنے پر مجبور ہو گیا۔ پھر جنرل تھیوری Relativity کے بعد تو اس کے پاس گنجائش نہیں رہ گئی تھی کہ وہ کلیۃً بے خدا دُنیا اور کائنات کا تصور کر سکے۔ غائب کے اندر ایک غائب کی تھیوری جس کو سمجھنے کے لئے بہت زیرک اور باریک بین سائنسی دماغ چاہیئے کے ضمن میں وہ کہتا ہے کہ مَیں نے یہ تھیوری اس طرح حاصل کی کہ جب میں نے کائنات کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کائنات میں ایک حُسن اور توازن دکھائی دیا۔ یہ توازن اتنا حیرت انگیز اور تفصیلی تھا کہ مَیں یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر واقعی کوئی خدا ہے اور اس کائنات کو پیدا کرنے والا ہے تو یہ توازن حادثاتی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر جگہ ہونا چاہئے اور ہر ایک چیز میں ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس نظریہ سے کہ حُسن کامل ہونا چاہئے مَیں نے سائنسدانوں کی تھیوریوں پر غور کرنا شروع کیا۔ ان میں نیوٹن بھی شامل تھا۔ اس کی تھیوری میں مجھے عدم توازن دکھائی دیا تب مَیں نے یہ سوچ کر کامل تھیوری کیا ہو سکتی ہے اس کا اطلاق کر کے دیکھا تو مکمل طور پر توازن نظر آیا۔ اس دَور کو آئین سٹائین کا دَور کہا جاتا ہے اور اس سے بڑا گواہ غائب کے علم کا موجودہ دنیا میں اور کون ہو سکتا ہے۔ گو اس نے جو اس نظریئے کے تحت خدا کی ہستی کا علم پایا وہ اس طرح تفصیلی نہیں تھا جو شریعت اور نبوت سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہاں تو براہِ راست ایک ہستی کلام کر کے اپنے وجود کی خبر دیتی ہے پھر بھی غائب اب و ئی معمّہ نہیں رہا۔ اس کے نتیجے میں خدا کی ہستی کا تصوّر بڑھ رہا ہے۔ فرمایا! ذرا تصور کریں میری مٹھی کی فضاء میں رشین بھی بولی جارہی ہے اور جرمن بھی، انگریزی میں میوزک بج رہا ہے اور رقص و سرور کی محفلیں بھی سرگرم ہیں، اسی طرح سنجیدہ اُمور پر گفتگو بھی ہو رہی ہے۔ ساری دُنیا کے ٹیلیویژن کی کوئی نہ کوئی لہریں یہاں موجود ہیں گویا کہ ایک لامتناہی کائنات بسی ہوئی ہے اور آپ یہ سمجھ رہے ہیں کہ صرف میری آواز ہے یا آپ کے سانسوں کی آواز اس فضاء میں بسی ہوئی ہے۔ حاضر تو بالکل نہ ہونے کے برابر ہے غائب ہی غائب ہے۔ جس کا شعور ہم براہِ راست حواس خمسہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔ اس زمانہ میں خدا کی ہستی پر غائب ہونے کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اب تو سائنسدان روح کے موجود ہونے کے امکان پر صرف بحث ہی نہیں کر رہے بلکہ اس کے دلائل فزکس کے ذریعہ دے رہے ہیں اور ایسے سائنسدان جو دہریہ ہیں، دہریہ ہونے کے باوجود اب یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ روح کے باوجود (یعنی مادہ کے بعد انرجی کا ایک ذخیرہ جو ہمیں دکھائی نہ دیتا ہو اور نہ صرف آرگنائزڈ ہو بلکہ آرگنائزڈ سوچ بھی رکھتا ہو) اس کا قوی امکان ہے۔ اُسے خارج از امکان نہیں کہا جا سکتا۔

مجلس عرفان منعقدہ ۱۳ر جولائی ۱۹۸۶ء

سوال: کیا ایک ہی مسجد میں ایک نماز ایک سے زیادہ مرتبہ باجماعت پڑھی جا سکتی ہے؟

جواب: فرمایا، مساجد چونکہ اتحاد کا Symbol ہوتی ہیں اس لئے ہر وہ بات جو اس بنیادی اُصول کے خلاف ہو، اسلام میں منع ہے۔ ایک مسجد کے قُرب و جوار میں رہنے والوں کو بیک وقت ایک ہی نماز ایک ہی امام کے پیچھے ادا کرنے کا حکم ہے۔ بصورتِ دیگر مسجد کے قریب رہنے والے مسلمان مختلف گروہوں میں بٹ جائیں گے۔ کوئی کسی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو

ترجیح دے گا اور کوئی کسی امام کے پیچھے اور اس طرح اچھے بھلے منظم معاشرے میں تفرقہ بازی پیدا ہوجائے گی۔ اِسی وجہ سے مُسلمانوں کی مساجد میں آئے دِن ایسے افسوسناک واقعات سُننے میں آتے ہیں کہ امامت پر جھگڑا ہوگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسلام ایک منظم مذہب ہے لہٰذا یہ کسی قسم کی بدنظمی کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا۔ حضور نے فرمایا۔ اسلامی نظم و نسق کا تقاضہ یہی ہے کہ اصولی طور پر ایک مسجد میں ایک نماز صرف ایک ہی ایک امام کے پیچھے پڑھی جائے لیکن بعض اوقات خاص حالات میں جبکہ کسی بدنظمی کا احتمال نہ ہو تو ایک ہی مسجد میں دوبارہ نماز باجماعت پڑھی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر

(۱) اگر کوئی مسافر دورانِ سفر کسی مسجد کے قریب سے گزریں تو منتظمین کی اجازت سے وہاں دوبارہ نماز باجماعت پڑھ لیں۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) ربوہ میں جب کوئی غیر از جماعت احباب ملاقات کے لئے آتے تھے اور چونکہ وہ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے تھے اس لئے مسجد مبارک میں علیحدہ باجماعت نماز ادا کرلیتے تھے۔

(۳) بعض اوقات انصار یا خدام کی پارٹی کسی دینی کام کے لئے گئی ہوتی تھی اور اُن کے واپس آنے پر نماز باجماعت ہوچکی ہوتی تھی اس لئے اُنہیں بھی دوبارہ نماز باجماعت ادا کرنے کی اجازت تھی کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی خاطر کہیں جاتے تھے اور اُن پر اعتراض نہیں آسکتا...... فرمایا کہ ان تمام صورتوں میں ایک شرط کو مدّنظر رکھنا بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ عام نماز باجماعت تو امام محراب کے اندر کھڑے ہوکر پڑھاتا ہے لیکن بعد میں آنے والی پارٹی ایک کونے میں جاکر نماز پڑھتی تھی تاکہ دیکھنے والوں کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ نماز اس مسجد کی اصلی نماز باجماعت ہے۔ خاص حالات میں نماز دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھ لینے کی حدیث سے بھی تصدیق ملتی ہے۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز باجماعت پڑھا کر اپنے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مسافر آیا اور اپنی الگ نماز پڑھنے لگا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کون اس کے ساتھ نماز باجماعت پڑھکر ثواب حاصل کرے گا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کے ساتھ نماز باجماعت پڑھی۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق خاص حالات میں نماز باجماعت دوبارہ بھی پڑھی جاسکتی ہے کیونکہ وہ مسافر تھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے نہ صرف اجازت ہی دی بلکہ اس کو ساتھی مہیا فرما کر اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

مجلس عرفان منعقدہ ۱۴؍جولائی ۱۹۸۶ء

سوال: شیعہ سُنّی مسلمانوں کے اختلافات کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: فرمایا۔ مَیں پہلے بھی ان نظریات کی وضاحت کرچکا ہوں جو شیعہ سُنّی مسلمانوں میں وجہِ اختلاف ہیں۔ لیکن یہ ایک لمبی بحث ہے جو گذشتہ تیرہ صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے اور دونوں اطراف اپنے اپنے نظریات کی تصدیق احادیث سے کرتے ہیں لہٰذا اِس طرح اس کا فیصلہ بہت مشکل امر ہے لیکن مَیں ایک دوسرے طریقے سے بیان کروں گا کہ میرے نزدیک شیعہ مذہب کے نظریات کیوں درست نہیں:-

(۱) قرآن کریم کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا ہتھیار یہ تھا کہ آپ کا فیضانِ نبوت بلاتفریق تمام دُنیا کے لئے ہے۔ آپؐ سے پہلے انبیاء خاص زمانے اور خاص علاقے تک کے لئے تھے اور ان کا فیضان صرف اپنے لوگوں کے لئے تھا۔ بانیٔ اسلامؐ ان تمام حدود کو ختم کرنے کے لئے آئے تھے اور آپ کا پیغام تمام دُنیا کے لئے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں آپ کو رحمۃ للعالمین کہہ کر پکارا گیا ہے۔ اسی طرح اِنّی رَسُولُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا کے بیانات سے اسلام میں فیضانِ نبوت کو وسیع سے وسیع تر کرنے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا ایسا نظریہ جو ان حدود کو تنگ کرنے والا ہو اور قرآنی تعلیم کے خلاف ہو میرے لئے ناقابلِ قبول ہے۔ شیعہ فلاسفی نے آنحضرتؐ کے فیضانِ نبوت کا دائرہ صرف آپ کی اولاد تک محدود کردیا ہے حتیٰ کہ آپؐ کے اپنے ابتدائی ساتھی بھی اس کے وارث نہیں ہوسکتے کیونکہ اہلِ تشیع کے نزدیک امامت ہمیشہ کے لئے آنحضرتؐ کی اولاد تک محدود ہوگئی ہے۔

(۲) قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ خونی رشتوں کی پرواہ نہیں کرتا ہے بلکہ انّ اکرمکم عنداللہ اتقاکم کے مطابق اللہ تعالیٰ صرف تقویٰ کی پرواہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی روحانی نعمتیں صرف تقویٰ کی بناء پر ہوں گی نہ کہ خونی رشتے کی وجہ سے۔ اِس اصول سے ہٹ کر جو نظریہ پیش کیا جائے گا، میرے نزدیک وہ قرآن کریم اور اسلام کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت نوحؑ کے بیٹے کے متعلق فرماتا ہے کہ چونکہ وہ اعمالِ صالح نہیں رکھتا اس لئے تمہارا بیٹا نہیں۔ اس کے برعکس حضرت سلمان فارسیؓ کو آنحضرتؐ نے اہل بیت میں شمار کیا ہے لہٰذا اہلِ بیت میں کون ہے اور کون نہیں اس کا معیار بھی تقویٰ ہے۔

(۳) شیعہ فلاسفی کو قبول کرنا میرے نزدیک حضرت علیؓ کی توہین ہے کیونکہ تمام شیعہ جو چونتیس ۳۴ فرقوں پر مشتمل ہیں، حضرت علیؓ کی امامت کے قائل ہیں جو اس وقت سے شروع ہوئی ہے جب آنحضرتؐ نے وفات

پائی۔ اگر وہ خلیفہ بلا فصل ہیں تو ان کو اپنی خلافت کا مطالبہ کرنا چاہئے تھا۔ صرف حضرت ابوبکرؓ کی بیعت نہ کر کے مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ ان کو اپنی بیعت لینی شروع کرنی چاہئے تھی۔ کوئی شیعہ عالم اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ انہوں نے ایک آدمی سے بھی اپنی بیعت کا مطالبہ کیا ہو۔ پھر حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ کے وقت بھی ایسا نہ کیا حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ کے بعد جب وہ خلیفہ چُنے گئے تب انہوں نے بیعت لی۔ حالانکہ حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ جو آپ کے صاحبزادے تھے، آپ کی تربیت کی وجہ سے خلافت کے مسئلہ پر کسی قسم کی مصالحت پر تیار نہ ہوئے تو حضرت علیؓ جو آنحضرتؐ کے بعد سب سے بہادر انسان تھے کس طرح اتنا عرصہ خاموش رہے اُن کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں تھی کہ وہ بیعت نہ لیتے۔ تمام شیعہ سکالرز یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اس وقت بہت سختی ہوتی تھی لیکن مَیں ان سے پُوچھتا ہوں کہ اُن کے بیٹوں نے تو اصول کی خاطر جان دیدی۔ کیا وہ خود اپنے بیٹوں سے بہادری اور شجاعت میں بڑھ کر نہیں تھے جن کے متعلق شیعہ صاحبان کا کہنا ہے کہ سر داد دست نہ داد یعنی سر دیدیا لیکن بیعت کیلئے ہاتھ نہ دیا۔ لہٰذا اگر حضرت علیؓ ہی پہلے خلیفہ تھے اور ان کو معلوم تھا کہ وہ ہی خلافت کے حقیقی وارث تھے تو اتنا عرصہ خاموش کس طرح رہے؟ کیا صرف اپنی جان بچانے کی خاطر۔ لہٰذا مَیں یہ بات تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں کیونکہ میرے نزدیک یہ حضرت علیؓ کی توہین ہے جن کی میرے دل میں بدرجہ اتم عزّت ہے۔

سوال: کیا احمدی شیعہ فرقہ کے لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں؟

(مہمان دوست کا دوسرا سوال)

جواب: فرمایا۔ احمدیہ جماعت کے مطابق وہ تمام لوگ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں مسلمان کہلانے کا حق رکھتے ہیں خواہ کوئی اُن کو سچا مسلمان سمجھے یا نہ سمجھے۔ یہ اور بات ہے کہ تم ان کو اسلام میں بعض باتوں کے کفر کے مرتکب سمجھتے ہو۔ لیکن کسی کو یہ حق نہیں کہ کسی کو اسلام کے دائرہ سے خارج کردے۔ ہمارا نظریہ تو یہ ہے کہ جو شخص کلمہ پڑھے، کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے اور اسلام کے پانچ بنیادی ارکان پر ایمان رکھے تو اس کا حق ہے کہ وہ مسلمان کہلائے۔ احمدیوں کے لٹریچر میں جہاں کہیں بھی دوسرے مسلمانوں کا ذکر آیا ہے، اُن کو غیر احمدی مسلم کہا گیا ہے۔ اور جب دوسرے مذاہب کے لوگوں کا ذکر آیا ہے تو انہیں غیر مسلم لکھا گیا ہے۔

ہماری کتب میں مسلمانوں کو کہیں بھی غیر مسلم نہیں کہا گیا اس لئے ہمارا رویّہ بالکل صاف اور واضح ہے۔

(مطبوعہ ہفت روزہ بدر قادیان ۱۶-۲۳/اکتوبر ۱۹۸۶ء)

سوال: اسلامی تعلیم کے مطابق شیطان کا تصوّر کیا ہے؟

جواب: فرمایا قرآن مجید میں لفظ شیطان وسیع معنوں میں استعمال ہؤا ہے اس سے ایسے لوگ بھی مُراد ہیں جو دُوسروں کو بُرائی کرنے پر اُکسانے کی بھی قوت رکھتے ہیں خواہ ان کا تعلق عوام الناس سے ہو یا بڑے لوگوں یعنی لیڈر قسم کے لوگوں سے۔ نیز ایسے لوگوں جو قوموں اور افراد کی تباہی اور بربادی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں شیطان ہی کہلائیں گے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ حضرت آدمؑ کے وقت میں ایک ہی انسان نے شیطان اور ابلیس کا کردار ادا کیا ہو جس کی بناء پر اس کو بیک وقت شیطان اور ابلیس کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں شیطان کے لفظ کا اطلاق وسیع معنوں میں مختلف زمانوں کے مختلف لوگوں پر ہوتا ہے وہاں ابلیس کا لفظ محدُود معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ ابلیس کا تعلق انبیاء کرام کی بعثت کے ساتھ ہے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لئے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے تو کوئی نہ کوئی ابلیس اس کی مخالفت کیلئے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے وہ اس خاص دور کے شیطان کا سردار ہوتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابلیس ابوجہل تھا۔ اسی طرح حضرت آدمؑ کے وقت میں ابلیس ان کا سب سے طاقتور مخالف تھا جس کی سرکردگی میں مخالف گروہ نے مخالفت کی یہ ضروری نہیں کہ ایک نبی کے وقت میں صرف ایک ہی ابلیس ہو ایک سے زیادہ ابلیس بھی ہو سکتے ہیں فرمایا جہاں تک مَیں نے اس پر غور کیا ہے مجھے یقین ہے کہ انبیاء کرام کے وقت میں شیاطین کے سردار کو ابلیس کا نام دیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر انسان میں بُرائی کے رجحان کو بھی شیطان کا نام دیا ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کے اُمتی کو آپؐ کے واسطے سے نبوت حاصل ہو سکتی ہے اس لحاظ سے کیا حضرت موسیٰؑ کے واسطے سے حضرت عیسیٰؑ کو نبوت حاصل نہ ہوئی؟

جواب: فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسیلے اور واسطے کی جو اصطلاح قرآن کریم نے استعمال کی ہے اس کا وہی مطلب ہے جو بائیبل میں حضرت عیسیٰؑ نے لوگوں کو اپنی طرف بُلاتے ہوئے استعمال کی ہے یعنی مَیں ایک راستہ ہوں مَیں ایک روشنی ہوں اس لحاظ سے تمام نبی اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے کا ایک راستہ یا وسیلہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ ایک راستہ ہوتا ہے جو انسانوں کو خُدا تک لے جاتا ہے اگر وہ نبی نہ آتا تو لوگوں کو خُدا کی طرف جانے والا راستہ نہ ملتا اور لوگ گمراہ ہی رہتے لیکن حضرت مسیح موعودؑ جب یہ

اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استعمال کرتے ہیں تو وہ ان عام معنوں میں نہیں کرتے بلکہ خاص مطلب میں کرتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جو آپ پر یقین رکھتا ہے خُدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی جو شخص آپؐ کی مکمل پیروی کرے اس کی راہنمائی نبوت کے اعلیٰ مقام تک بھی ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اب صرف آپؐ کی مکمل پیروی کرنے والے ہی نبوت کے اعلیٰ مقام تک پہنچ سکیں گے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے بیان کے مطابق کسی اور نبی کی معرفت ایسا نہیں کیا گیا۔ اگرچہ حضرت عیسیٰؑ نے حضرت موسیٰؑ کی پیروی کی لیکن انہوں نے حضرت موسیٰؑ کی ذات کو مثالی نمونہ بنا کر پیروی نہیں کی۔ ان کی کتاب میں حضرت موسیٰؑ کا کہیں ذکر نہیں ملتا اور نہ ہی کسی خاص محبت اور اطاعت کا ثبوت ملتا ہے حضرت موسیٰؑ پر اُتاری ہوئی شریعت کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ان کا مذہب تھا ان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے حضرت موسیٰؑ کے واسطہ سے نہیں تھا۔ بلکہ براہ راست تھا ماضی کی مذہبی تاریخ میں ایک بھی مثال نہیں ملتی۔ جہاں کسی نبی کی مکمل پیروی اور تابعداری کرنے سے نبوت کا درجہ مل سکتا ہو اس لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذات بابرکات صرف عام معنوں میں وسیلہ نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے سب سے اعلیٰ انعام یعنی مقامِ نبوت تک راہنمائی کرسکتی ہے۔ چنانچہ سورۃ الناس میں خُدا تعالیٰ نے آیت ومن یطع اللہ و الرسول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی خصوصیت کا ذکر فرمایا ہے۔

سوال: صحابہ کے لئے رضی اللہ عنہ کی اصطلاح اور غیر صحابہ کے لئے رحمہُ اللہ کی اصطلاح کو مخصوص کرنا کہاں تک ضروری ہے؟

جواب: فرمایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے علاوہ کسی اور کے لئے رضی اللہ عنہ کہنے کی اگرچہ ممانعت تو نہیں ہے لیکن ایک لمبے عرصے کے استعمال کی وجہ سے یہ اصطلاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ کے لئے مخصوص ہوچکی ہے اس لئے اگر کسی اور کے لئے اسے استعمال کیا جائے گا تو ایک عام آدمی کو یہ غلطی لگنے کا امکان ہے کہ جس شخص کے لئے یہ اصطلاح استعمال کی گئی ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ میں سے ہے غیر ضروری طور پر غلط فہمی کے پیدا ہونے کے امکان کی وجہ سے اس کو عام طور پر استعمال نہیں کیا جاتا۔ خود قرآن کریم نے یہ اصطلاح غیر صحابہ اور بعد میں آنے والوں کے لئے بھی استعمال کی ہے اگر اللہ تعالیٰ کسی سے راضی ہوگیا تو وہ رضی اللہ عنہ ہے راضیۃ مرضیۃ کا مطلب رضی اللہ ہی ہے علماء کرام نے بھی یہ اصطلاح صحابہ کرامؓ کے علاوہ اور لوگوں کے لئے بھی استعمال کی ہے لیکن دوسرے مقامات پر قرآن کریم نے اس کو زیادہ وسیع معنوں میں استعمال کیا ہے اور قرآن کریم اور احادیثِ نبویہؐ میں ایسا کوئی حکم نہیں ملتا جن کی بناء پر یہ کہا جاسکے کہ یہ اصطلاح صرف صحابہ کرامؓ کے لئے استعمال ہوتی ہے لہٰذا غلط فہمی سے بچنے کے لئے مَیں بھی اسی اصول پر کاربند ہوتے ہوئے اس کو صرف صحابہ کرامؓ کے لئے ہی استعمال کرتا ہوں۔

سوال: ایک طرف کہا جاتا ہے کہ فرشتے روحانی مخلوق ہیں اور وہ جسمانی وجود نہیں رکھتے لیکن دُوسری طرف حدیث میں آتا ہے کہ بعض مواقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتے انسانی وجود میں آئے۔ اصل حقیقت کیا ہے؟

جواب: فرمایا، فرشتے اگر انسان کے سامنے ظاہر ہوں گے تو لازمی طور پر وہ کسی ایسی شکل میں ظاہر ہوں گے جس کو انسان دیکھ سکے وہ ہمیشہ انسانی شکل میں ظاہر نہیں ہوتے جس طرح کہ حضرت عیسیٰؑ پر رُوح القدس ایک کبوتری کی شکل میں ظاہر ہوا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک انسان کی شکل میں ظاہر ہوا۔

فرمایا ایک دفعہ حضرت جبرائیل ایک مسافر کے بھیس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آئے جو بالکل تازہ دم لگتے تھے اور سفر کی تھکان کے کوئی آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے چونکہ مدینہ کے رہنے والے نہیں تھے اسلئے صحابہ کرامؓ نے ان کو مسافر سمجھا انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت کی اور بنیادی نوعیت کے چند سوالات آپؐ سے دریافت کئے۔ جواب ملنے پر کہا کہ ہاں! آپؐ ٹھیک کہہ رہے ہیں اس کے بعد جب وہ رُخصت ہوکر چلے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو کہا کہ جاؤ اور انہیں واپس بلا کر لائیں لیکن ان کا کوئی سُراغ نہ ملا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو بتایا کہ وہ حضرت جبرائیلؑ تھے اور مجلس میں موجود لوگوں کے فائدہ کے لئے سوالات پوچھتے رہے۔

فرمایا، ہم فرشتوں کے اصلی جسم سے واقف نہیں ہو سکتے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی شکل کو بدل کر انہیں انسانوں کے سامنے بھیجتا ہے۔

سوال: قرآن کریم میں کفار کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر پردے ڈالے ہیں کیا اس آیت سے معلوم نہیں ہوتا کہ انسان اپنی سوچ میں آزاد نہیں ہے؟

جواب: ایسی ذیلی آیات اُن آیات کا جزء ہیں جو اس ضمن میں بُنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔ لہٰذا اس مضمون کا پوری طرح سمجھنے کے لئے ہمیں اس آیت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا جس میں اصل مضمون بیان کیا گیا ہے

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے"من شاء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر" پھر فرمایا لا اکراہ فی الدین یعنی جو ایمان لانا چاہتا ہے وہ ایمان لائے گا اور جو انکار کرنا چاہتا ہے وہ انکار کرے گا۔ نیز یہ کہ دین میں کوئی جبر نہیں مذہب کے متعلق یہ ایک بُنیادی اصول ہے جس کو قرآن کریم نے دوسرے مقامات پر بیان کیا ہے آپ نے اپنے سوال میں جس آیت کا ذکر کیا ہے اس کے معنی مندرجہ بالا آیت اور قرآن کریم میں بیان کردہ اسی مضمون کی دوسری آیات کی روشنی میں ہم یوں کریں گے کہ ایسے لوگ جو اپنی اندرونی بیماریوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سمجھنے اور قبول کرنے کے قابل نہیں رہتے وہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اللہ نے ان کے دل بند کردیئے ہیں تو قرآن کے اسلوب بیان کے مطابق اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ انکے دلوں کے بند ہونے کا اعلان کرتا ہے اور ان کی بیماری کو لاعلاج قرار دیتے ہوئے ان کی بیماری کو ختم کرنے میں ان کی مدد نہیں کرے گا اور ان کے دلوں کی بیماری بالآخر ان کی رُوحانی موت کا سبب بنے گی۔ اس آیت میں اس حقیقت کا اظہار بھی مقصود ہے کہ وہ لوگ اپنی اس بیماری کے خود ذمہ دار ہیں اور اس مقام پر پہنچ گئے ہیں جہاں پر ان کی اصلاح کی کوئی گنجائش نہیں رہ گئی یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب بیماری کو لاعلاج سمجھ کر چھوڑ دیا جائے تو بیماری بڑھ کر ہلاکت کا موجب ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل انسان کے شامل حال ہو کر اس کی مدد نہ کرے انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر انسان اپنی کوشش کا بدلہ بھی نہیں پا سکتا انسان کے محنت کرنے اور اس کا بدلہ پانے کے درمیان سینکڑوں مقام ایسے آتے ہیں کہ اگر کسی ایک بھی مقام پر اللہ تعالیٰ کی مدد کام کرنا چھوڑ دے تو اس کی محنت کا پھل ضائع ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم کی ایک سورت میں اللہ تعالیٰ نے اسی موضوع پر بحث کی ہے کہ تم آگ جلاتے ہو اور سمجھتے ہو کہ تم آگ جلا رہے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق آکسیجن اور اسی طرح کے کئی اور اسباب انسان کی مدد کر رہے ہوتے ہیں۔ اسی طرح تم بیج بوتے ہو اور سمجھتے ہو کہ جو فصل پیدا ہوئی وہ تمہاری محنت کی وجہ سے ہوئی۔ ہرگز نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی مدد ہی تمہارے اس فعل کو آخر تک پہنچاتی ہے وہی ہے جو نگرانی کرتا ہے کہ تمہاری فصل ضائع نہ ہو جب تم زمین میں ایک بیج ڈالتے ہو اور وہ تمہیں کئی گنا بڑھ کر تمہیں ملتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور نگرانی سے ہوتا ہے اگر تم یہی بیج غلط وقت، غلط آب و ہوا اور غلط زمین میں ڈالو تو تب بھی یہ ضائع ہو جائے گا۔ پس یہ تو انسان کے غلط قدم کا نتیجہ ہے لیکن اسی کو موافق حالات اور زمین میں ڈالنے کے بعد بھی ہزاروں ایسے اسباب ممکن ہو سکتے ہیں جن کی وجہ سے بیج ضائع ہو سکتے ہیں مثلاً بارش ہی نہ ہو یا بارش غلط وقت پر ہو یا وہ اسباب کام نہ کریں جو اس کو بیماری سے بچاتے ہیں تو وہ فصل تباہ ہو جائے گی اگر ہم اس عمل کا گہری نظر سے مطالعہ کریں تو ہم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ کارخانہ حیات ہمارے کنٹرول سے باہر ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار ایسے عناصر ہیں جو تعمیری رنگ میں ہماری مدد کر رہے ہیں اور اسی طرح بے شمار ایسے تخریبی عناصر ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تخریب سے باز رہتے ہیں۔ ہم اپنے اندھے پن کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ سب کچھ ہم کر رہے ہیں۔ حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی مدد بند کردے تو ہمیں اپنی محنت کا پھل کبھی نہ مل سکے ایک دفعہ حضرت خلیفہ ثالثؒ نے اور مَیں نے Combined Harvest منگوائے جس وقت ہماری مشینیں پہنچیں اس وقت ہماری نہایت اعلیٰ فصل پک کر تیار کھڑی تھی جس دن اس مشین نے کام کرنا تھا اُس دن حضرت خلیفہ ثالثؒ نے مجھے بھی بلوایا تھا تا کہ مَیں بھی اس کو کام کرتے دیکھ سکوں۔ ہمارے وہاں کھڑے اچانک بادل نمودار ہوئے اور ایک دم اتنے بڑے بڑے اولے پڑنے شروع ہوئے کہ مَیں نے اپنی زندگی میں اتنے بڑے اولے نہیں دیکھے۔ ان میں سے ایک کو لے جا کر مَیں نے تولا تو وہ آدھ پونڈ کا تھا ان اولوں کے گرنے سے اس فصل کا کچھ بھی باقی نہ بچا جس کو کاٹنے کے لئے ہم تیار ہو رہے تھے حضرت خلیفہ ثالثؒ اس سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اس پر خطبہ دیا ہم سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر بہت خوش ہوئے کیونکہ ہمیں اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد دہانی ہے کہ اگر سیکنڈ کے کچھ حصہ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو انسان اپنی محنت کے پھل سے محروم ہو جاتا ہے۔ پس جس کو ہم اپنی محنت کا بدلہ تصوّر کرتے ہیں اس کی کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے بے شمار عناصر اس کے حکم سے کام کر رہے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کائنات کو نہایت کامیابی سے چلانے میں ہمہ تن مصروف ہوتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ فلاں بھی اس نے کیا باوجود اسکے کہ اس میں ہمارا دخل بھی ہوتا ہے۔

سوال: قرآن کریم کے اس بیان کا کیا مفہوم ہے کہ ابلیس جنوں میں سے تھا؟

جواب: قرآن کریم میں لفظ ''جن'' مختلف مقامات پر مختلف چیزوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ ''جن'' کا مطلب بیکٹیریا Bacteria بھی ہوسکتا ہے اور ''جن'' سے مُراد پہاڑوں اور غاروں میں رہنے والے قبائل بھی ہو سکتے ہیں ''جن'' کے لفظ کا اطلاق ان لوگوں پر بھی کیا گیا ہے جو عوام کے

سامنے نہیں آنا چاہتے۔ بعض دفعہ جن کا لفظ ان بڑے طاقتور لوگوں کے لئے بھی بولا جاتا ہے جن کو سرداری کے لئے چنا جاتا ہے اور جن سے مُراد وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جن کی فطرت میں بغاوت اور سرکشی ہوتی ہے۔ عربی زبان کا یہ اسلوب ہے کہ جب کسی کی ایسی خصوصیت کا ذکر کرنا مقصود ہوتا ہے جو اس کے کردار میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ فلاں اس سے پیدا کیا گیا ہے جیسے فرمایا خُلق منُ عجل (انسان جلد بازی سے پیدا کیا گیا) عجل کا مطلب جلد بازی ہے۔ اب جلد بازی سے پیدا کئے جانے سے سوائے اس کے اور کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ جلد بازی اور بے صبری انسان کی فطرتِ ثانیہ ہے لہٰذا جب کسی کی باغی فطرت کا ذکر کرنا مقصود ہو تو کہا جاتا ہے کہ وہ آگ سے پیدا کیا گیا اور اس کے برعکس وہ لوگ جو نیک اور عاجزانہ فطرت رکھتے ہیں ان کیلئے مٹی سے پیدا کئے جانے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں جہاں آگ بغاوت اور تباہی کی نشاندہی کرتی ہے وہاں ''طین'' یعنی نم دار مٹی خوشحالی اور ترقی کا مظہر ہے اس لئے جب ابلیس کو آگ سے پیدا کیا جانا کہا گیا تو اسے سے مُراد اس قسم کے لوگ ہو سکتے ہیں جو کسی کے سامنے جُھکنا نہیں جانتے ہر نبی کے مقابلہ میں ایک ابلیس ہوتا ہے جو اس کے مخالفوں میں سب سے زیادہ دشمنی کرنے والا ہوتا ہے قرآنِ کریم نے ہر ایسے شخص کے لئے ''ابلیسیت'' کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اس تشریح کی روشنی میں اس کے علاوہ اور کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا جا سکتا کہ ''ابلیس'' حضرت آدمؑ کے مخالفین کے گروہ کا سرغنہ تھا قرآن کریم نے ایک دُوسرے مقام پر جن کا لفظ ان لوگوں کے لئے استعمال کیا ہے جو حضرت سلیمانؑ اور حضرت داؤدؑ کے لئے سمندر میں غوطہ زن ہو کر موتی نکالتے تھے اب اگر ''جن'' واقعی آگ سے پیدا کئے گئے تھے تو وہ سمندر میں غوطہ کیسے لگاتے تھے لہٰذا یہاں جن سے مُراد وہ بہادر اور جفاکش لوگ جو پہاڑوں میں رہنے والے ہیں لیکن ان کے ساتھ ہی قرآن کریم میں ایک مقام پر اصلی آگ سے پیدا کئے جانے والے جنّوں کا بھی ذکر کیا ہے وہاں پر ''من نار السموم'' کے الفاظ استعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کی پیدائش سے قبل نارِ سموم یعنی آگ کے گرم شعلوں سے ''جن'' کو پیدا کیا گیا ہے اس بات کو پوری طرح سمجھنے کے لئے کہ جنّوں کی وہ کونسی قسم تھی جن کو اصلی آگ سے پیدا کیا گیا ہے ہمیں حدیث کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ خوش قسمتی سے آنحضرت صلعم نے چودہ سو سال پہلے ہی اس مسئلہ کو حل کر دیا۔ آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو جو حوائج ضروریہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد پانی میسّر نہ آنے کے پر اپنے آپ کو مٹی اور دیگر خشک چیزوں سے صاف کیا کرتے تھے ہڈیوں سے صاف کرنے سے منع فرمایا اور اس کی جو وجہ دی وہ یہ تھی کہ ہڈیاں جنوں کی خوراک ہیں۔ اِس زمانے کا ایک آدمی بھی اس حقیقت کو جانتا ہے کہ ہڈیاں بیکٹیریا کی خوراک ہیں اور ان کو استعمال کرنے کی صورت میں Infection کا امکان ہو سکتا تھا بیکٹیریا Bacteria کو قرآن کریم میں ''جن'' کے نام سے مخاطب کیا گیا لہٰذا جب قرآن کریم یہ دعویٰ کرتا ہے کہ انسان کی پیدائش سے قبل آگ سے جن پیدا کئے گئے تو اس سے مُراد وہ بیکٹیریا ہے جو آگ کی تیز شعلوں سے عالمِ وجود میں آتا ہے اس زمانے کے سائنسدان نہ صرف ایسے بیکٹیریا کو دریافت کر چکے ہیں بلکہ اس کو دوسرے دو بنیادی بیکٹیریا (Pro-Karyoter Bacteria) اور (Eu-Karyoter) سے آزاد بیکٹیریا Bacteria مانتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں ایک اور مقام پر جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس طرح کہ یمن کے وفد کو ''جنوں کے وفد'' کا نام دیا گیا ہے۔ یہ وفد آنحضرت صلعم سے ملنے آیا تھا اور اپنے آپ کو ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا لہٰذا آنحضرت صلعم ان کو ملے اور یہ مسلمان ہو کر واپس چلے گئے۔ آنحضرت صلعم کی ایک حدیث اس واقعہ پر روشنی ڈالتی ہے اور پھر کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ انسان تھے کوئی اور مخلوق نہیں تھی۔ کیونکہ اس حدیث میں اُن آثار کا ذکر ہے جو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ یعنی کھانا وغیرہ پکانے کے لئے آگ وغیرہ جلانا نیز خیموں کا نصب کرنا وغیرہ صاف ظاہر ہے کہ یہاں قرآن کریم نے ''جن'' کا لفظ ان لوگوں کے لئے استعمال کیا جو اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ وہ قومیں جو خُدا پر یقین نہیں رکھتیں وہ اس قسم کی غیر فطرتی اور غیر مرئی چیزوں پر اس قدر یقین رکھتی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ روس جو کمیونسٹ ملک ہے اس میں افریقہ کے بعد سب سے زیادہ وِچ ڈاکٹرز ہیں۔ یہی حال چیکوسلواکیہ کا ہے خُدا پر تو ان لوگوں کو یقین نہیں لیکن اس سے نہایت کم درجہ کی ادنیٰ ادنیٰ چیزوں سے ڈرتے ہیں اور اُن پر یقین رکھتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان بنیادی طور پر مذہبی ہے اور کسی نہ کسی غیر مرئی طاقت پر یقین رکھتا ہے۔ قرآن کریم کا وہ دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر رُوح کو پیدا کرنے سے پہلے یہ وعدہ لیا تھا ''الستُ بربکم'' (کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں ہوں) جس کا جواب ہر رُوح نے بلیٰ یعنی ہاں کی صورت میں دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی فطرت میں خُدا کا تصور ودیعت کیا گیا ہے۔ اگر وہ اصل خُدا پر یقین نہیں رکھتے تو ایسے خدا خود بنا لیتے ہیں جن سے وہ ڈرتے اور خوف کھاتے رہتے ہیں۔''

(مطبوعہ ہفت روزہ بدر ۲۶ رجون ۱۹۸۶ء)

سیرتِ احمدؑ

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کی روشنی میں

تربیتِ اولاد

محترم شیخ محمد احمد صاحب مظہر

تربیت اولاد سے محض یہ مراد نہیں کہ اولاد کو دنیوی جاہ و منصب کے حصول کیلئے تیار کیا جائے، بلکہ قرآن وحدیث کی روشنی میں دینی اخلاق و آداب کا شروع سے ہی سکھانا مراد ہے اور اس میں دینی تعلیم سے کماحقہٗ آگاہ کرنا، آدابِ معیشت، آدابِ محفل، نماز روزہ کی پابندی آدابِ گفتگو، آدابِ معاشرہ، قانون کی تعظیم وتکریم، دیانت داری، فرائضِ منصبی کی ادائیگی، محنت کشی، لوگوں کو نفع پہنچانا اور ان سے حسنِ معاملہ کرنا۔ یہ باتیں تربیتِ اولاد میں شامل ہیں اور خود بخود یہ باتیں پیدا نہیں ہوسکتیں بلکہ پوری محنت اور کوشش چاہتی ہیں اور ان امور کی ذمہ داری والدین، رشتہ داروں، دوستوں اور استادوں پر عائد ہوتی ہے۔

اس مضمون کی اہمیت واضح ہے۔ موجودہ زمانے میں مغربی فلسفہ اور الحاد زوروں پر ہے جس کا اثر نوجوانوں پر پڑ رہا ہے اور قرآن وحدیث کی تعلیم سے بیگانہ اور دینی معاشرے کی ضروریات سے بے خبر ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ

اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور فن وہنر میں ممتاز اشخاص بھی دین کے معمولی مسائل سے بے خبر پائے جاتے ہیں اور تربیت نہ ہونے کی وجہ سے اور دینی تعلیمات سے ناواقفی کی وجہ سے وہ مغرب زدہ ہوچکے ہیں جو تعلیم سکولوں اور کالجوں میں دی جاتی ہے اس میں اکثر اس بات کو مدنظر نہیں رکھا جاتا کہ دینی تعلیم کیا ہے اور ہمارے نوجوانوں سے ملک وملّت کو کیا توقعات ہیں۔ ان امور کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ تربیتِ اولاد کے فلسفہ کو دینی نقطۂ نظر سے سمجھا جائے اور اپنی اولادوں کو اس کے مطابق ڈھالا جائے۔ ان امور سے غفلت اور لاپرواہی کے بعض خطرناک اور ناگوار نتائج ہمارے سامنے ہیں:

۞ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ دینی تعلیم سے بے خبر ہوتے ہیں یا دین کو ایک قصۂ ماضی سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہ بر خود غلط لوگ اس بات کو ضروری نہیں سمجھتے کہ جہاں انہوں نے ایک عمر مغربی فلسفہ اور مغربی تعلیم حاصل کرنے میں صرف کی ہے، کبھی قرآن وحدیث کی طرف بھی توجہ کریں۔ جہاں تک دینی تعلیمات کا تعلق ہے یہ تختی صاف اور کاغذ کورا ہوتا ہے اور ہر غلط نقش کو قبول کرنے کیلئے مستعد۔

۞ ایسے واقعات بھی ہمارے سامنے ہیں کہ اعلیٰ تعلیم ہونے کے باوجود ناگفتنی امور میں ملوث ہوجانا اور پھر خودکشی تک اختیار کرنا ان لوگوں کے نزدیک جائز ہے۔

۞ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ والدین اور اساتذہ کے حقوق سے بھی محض بیگانہ ہوتے ہیں۔

۞ بعض گھرانوں میں اولاد وبال بن جاتی ہے۔ اور باپ بیٹے کو عاق کرنے کا اشتہار دیتا ہے۔

۞ بعض اعلیٰ تعلیم یافتہ اشخاص میں دیانت داری اور فرضِ منصبی کی ادائیگی کا فقدان ہوتا ہے۔

۞ مروجہ تعلیم میں اس بات کو کم مدّنظر رکھا جاتا ہے کہ اسلام کے اصولوں پر مبنی معاشرے کے اندر انفرادی ترقی مقصود بالذات نہیں بلکہ ہر فرد پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ملک وملّت اور معاشرے کے لئے ایک ایثار پیشہ اور مفید وجود ثابت ہو یعنی قرآنی تعلیم اجتماعی زندگی اور اجتماعی ترقی پر زور دیتی ہے اور قرآن کی تمام تعلیمات اس منزل کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے تربیتِ اولاد کے متعلق واضح اور روشن ہدایات ہمیں عطا فرمائی ہیں اور حضور کا اپنا نمونہ اور عمل اس بارے میں ہمارے لئے مشعلِ ہدایت اور شحنۂ راہ ہے اور حضور کے کلمات اور ملفوظات کا کچھ حصہ زیرِ نظر مضمون میں بیان کیا جارہا ہے۔

ہمارے دین کی تعلیم کے مطابق بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کی تربیت کا آغاز ہوجاتا ہے اور نوزائیدہ بچے کے کان میں توحید ورسالت کی آواز پہنچائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات برس کے بچے کو نماز پڑھنے کی تاکید اور دس برس کے بچے کے لئے اس کی فرضیت کی تعلیم دی ہے۔

اولاد کے قرۃ العین ہونے کے لئے دعا اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائی ہے اور اولاد کا قرۃ العین ہونا اس کیلئے پابند نماز ہونے کو چاہتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو قرۃ العین فرمایا ہے۔ وَ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ لیکن کہاں ہے وہ معاشرہ اور کہاں نہیں ہے یہ معاشرہ، یہ بات غور وفکر کے قابل ہے۔ اولاد اگر پابندِ نماز ہو تو گھرانہ اس دنیا میں ایک جنّت کا نمونہ بن جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے طفولیت کے

زمانہ سے ہی تربیتِ اولاد کی تاکید فرمائی ہے:۔

”دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے جب داڑھی نکل آئی تب ضَرَبَ یَضْرِبُ یاد کرنے بیٹھے تو کیا خاک ہوگا۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے۔ انسانی عمر کے کسی دوسرے حصے میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ بنا لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے دلنشیں ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے۔“

(تقریر جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

پھر فرمایا:۔”تعلیمی طریق میں اس امر کا لحاظ اور خاص توجہ چاہئے کہ دینی تعلیم ابتداء سے ہی ہو اور میری ابتداء سے یہی خواہش رہی ہے اور اب بھی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو پورا کرے دیکھو تمہاری ہمسایہ قوموں یعنی آریہ نے کس قدر حیثیت تعلیم کے لئے بنائی تھی۔ کئی لاکھ سے زیادہ روپیہ جمع کر لیا۔ کالج کی عالیشان عمارت اور سامان بھی پیدا کیا۔ اگر...... پورے طور پر اپنے بچوں کی طرف توجہ نہ کریں گے تو میری بات سُن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی جاتے رہیں گے۔“

حضور بچپن میں ہی اپنی اولاد کو بڑوں کا ادب لحاظ سکھاتے تھے ایک مرتبہ بچپن کے زمانہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنے ساتھ والے لڑکے سے کہا کہ ”دیکھو وہ نظام دین کا مکان ہے“۔ اس پر حضور نے نصیحت فرمائی اور ٹوک دیا۔ فرمایا:

”میاں آخر وہ تمہارا اچچا ہے، اس طرح نام نہیں لیا کرتے“

ایک مرتبہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب سے بچپن میں قرآن شریف کی کوئی بے حرمتی ہو گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ غصہ سے سُرخ ہو گیا اور آپؑ نے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کے شانہ پر طمانچہ مارا۔ گویا حضورؑ نے بچپن سے ہی اخلاق کی نگہداشت لازمی قرار دی ہے۔

بعض والدین نہایت سخت گیر ہوتے ہیں اور بچے کو مارنا پیٹنا ان کا معمول ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس بعض والدین بچے کے ساتھ اتنا لاڈ پیار کرتے ہیں کہ بچے بگڑ جاتے ہیں۔ صحیح راستہ ان دونوں کے درمیان ہے۔ امر اوّل کے متعلق حضور کا ایک واقعہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

ایک مرتبہ ایک دوست نے اپنے بچے کو مارا۔ حضور نے اسے بلایا اور ایک بڑی دردانگیز تقریر فرمائی۔ فرمایا۔ میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے۔ گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے۔ ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے ایک دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جُرم کی حد سے سزا میں کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا اور پورا متحمل اور بُردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو البتہ اسے حق پہنچتا ہے کہ کسی وقتِ مناسب پر کسی حد تک بچے کو سزا دے یا چشم نمائی کرے مگر مغضوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔ جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کیلئے سوزِ دل سے دعا کرنے کو ایک حزب مقرر کر لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے۔ میں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگتا ہوں

اوّل: اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزّت وجلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق دے۔

دوم: پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین (اولاد) عطا ہو اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں۔

سوم: پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خادم بنیں۔

چہارم: پھر اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام۔

پنجم: پھر ان سب کیلئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں۔

حضور بچوں پر سخت گیر نہ تھے اور کبھی کبھی اپنے بچوں کو پیار سے چھیڑا بھی کرتے تھے اور وہ اس طرح سے کہ کبھی کسی بچے کا پہنچہ پکڑ لیا اور کوئی بات نہ کی خاموش ہو رہے۔ یا بچہ لیٹا ہوا ہے تو اس کا پاؤں پکڑ کر اس کے تلوے سہلانے لگے۔ بچوں کی غلطی پر حضور متوکلاً علی اللہ عفو و درگزر سے کام لیتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ جبکہ ان کی عمر چار برس کی تھی بہت سے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے اور اسی اثناء میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک نہایت ضروری مسوّدے کو دِیا سلائی دکھادی اور مسودہ جل کر راکھ ہو گیا۔ حضور مضمون لکھ رہے تھے اور جب سیاقِ عبارت کیلئے ضرورت پڑی تو مضمون کی تلاش ہوئی اور سب لوگ حیران اور فکر مند تھے کہ اب کیا ہوگا۔ اور ایک نہایت ناگوار نظارے کا پیش آنا گھر والوں کو متوقع تھا۔ لیکن جب حضور کو معلوم ہوا کہ مسودہ جل چکا ہے تو حضور نے مسکرا کر فرمایا:

”خوب ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے۔“

مندرجہ بالا واقعات جس قدر سبق آموز اور تربیت اولاد کے اصولوں میں سے ایک اصول کو واضح کرنے والا ہے۔ وہ ظاہر وباہر ہے۔

اسی طرح یہ بھی واقعہ ہے کہ حضور تنہائی میں کوئی کتاب لکھ رہے ہیں اور اپنی عادت کے مطابق حضور نے دروازہ بند کیا ہوا ہے اور کسی بچے نے دستک دی "ابا بوا کھول"۔ حضور نے اُٹھ کر دروازہ کھول دیا اور یکے بعد دیگرے دو دو چار چار منٹ کے بعد اسی طرح بچے کا دستک دینا اور حضور کا دروازے کو کھول دینا اور اطمینان اور بشاشت سے یہ باتیں برداشت کرنا اور کوئی زجر و توبیخ نہ کرنا والدین کے لئے ایک اسوۂ حسنہ ہے۔ اسی طرح بچوں پر حضور کا تلطف اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ حضور چارپائی پر بیٹھے ہیں اور بچوں نے رفتہ رفتہ حضور کو پائتی پر دھادیا ہے اور اپنے بچپنے کی بولی میں مینڈک، کوّے اور چڑیا کی کہانی سُنا رہے ہیں اور حضور بڑی خوشی سے یہ کہانیاں سنتے جارہے ہیں بچہ بعض اوقات ضد میں آجاتا ہے۔ بال ہٹ ضرب المثل ہے۔ ایسے موقعہ پر بعض والدین بچے کو مار پیٹ کر درست کرنا چاہتے ہیں اور اگر رورہا ہے تو اسے زبردستی چُپ کرانا چاہتے ہیں۔ بعض مائیں ایسے وقت بچے کو بے تحاشہ مار پیٹ کرنے لگتی ہیں اور سیر ہو کر ان پر غصہ نکالتی ہیں۔ یہ عدم تحمل اور بے صبری کا نتیجہ ہوتا ہے۔ حضور کا نمونہ ایسے موقعہ پر ہمارے سامنے ہے:

لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ حضرت مصلح موعود کوئی تین برس کے تھے اور آدھی رات کے وقت رونے لگے اور روتے چلے گئے۔ حضور بچے کو گود میں لئے بہلاتے رہے اور بچہ ہے کہ چپ ہونے میں نہیں آتا۔ بچے کی توجہ کو پھیرنے کے لئے حضور نے فرمایا "دیکھو محمود وہ کیسا تارا ہے"۔ بچہ ذرا چپ ہوا اور پھر رونے اور چلانے لگا اور کہنا شروع کیا کہ "ابا تارے جانا" اور حضور اپنے آپ سے فرمارہے ہیں "یہ اچھا ہوا، ہم نے تو ایک راہ نکالی تھی اس نے اس میں بھی اپنی ضد کی راہ نکال لی"۔ آخر بچہ تھک کر خاموش ہو گیا لیکن اس تمام عرصہ میں ایک لفظ بھی سختی اور شکایت کا حضور کے منہ سے نہ نکلا۔

حضور بچوں کو سزا دینے کے سخت مخالف تھے۔ کسی استاد کے متعلق یہ شکایت پہنچی کہ وہ بچوں کو مارتا ہے تو حضور اس پر ناراض ہوئے اور فرمایا کہ جو استاد بچوں کو مار کر تعلیم دینا چاہتا ہے یہ دراصل اس کی اپنی نالائقی ہوتی ہے اور فرماتے تھے کہ دانا اور عقلمند استاد جو کام حکمت سے لے لیتا ہے وہ کام نالائق استاد مارنے سے لینا چاہتا ہے۔

ایک دفعہ ایک استاد نے ایک بچے کو کچھ سزا دی تو حضور نے سختی سے فرمایا کہ اگر پھر ایسا ہوا تو ہم اس استاد کو مدرسہ سے الگ کر دیں گے حالانکہ وہ استاد بڑا مخلص تھا اور حضور کو بھی اس سے بڑی محبت تھی۔ حضور فرماتے تھے کہ استاد عموماً اپنے غصہ کے اظہار کے لئے مارتے ہیں اور فرماتے جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اسکے دین کی خادم بنے یہ خواہش فضول اور معصیت ہے اور باقیات صالحات کی بجائے باقیات سیئات کا نام ایسی اولاد کے لئے جائز ہوگا اور نیز حضور نے فرمایا ہے کہ صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ بنادے۔ تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہوگی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہوگی کہ اس کو الباقیات الصالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے املاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش میرے نزدیک شرک ہے۔"

(ملفوظات جلد ۲ ص ۳۷۰)

فرمایا مجھے اپنی اولاد کے متعلق کبھی خواہش نہیں ہوئی کہ وہ بڑے بڑے دنیادار بنیں اور اعلیٰ عہدوں پر پہنچ کر مامور ہوں۔ نیز فرمایا جو اولاد معصیت اور فسق کی زندگی بسر کرنے والی ہو اس کی نسبت شیخ سعدی کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ پیش از پدر مردہ بنا خلف۔ فرمایا قرآن شریف نے بیان فرمایا ہے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا

یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرمادے۔ اور یہ تب میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرنے والے نہ ہوں بلکہ عباد الرحمٰن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر شے پر مقدم کرنے والے ہوں۔

اور آگے کھول کر کہہ دیا اور وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا اور اگر نیک اور متقی ہوں تو یہ ان کا امام بھی ہوگا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔ فرمایا:

"بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ اولاد کیلئے کوئی مال چھوڑنا چاہئے۔ مجھے حیرت ہے کہ مال چھوڑنے کا تو ان کو خیال آتا ہے مگر یہ خیال ان کو نہیں آتا کہ اولاد صالح ہو، طالع نہ ہو۔"

فرمایا: "بعض اوقات ایسے لوگ اولاد کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور اولاد کی صلاحیت کی فکر اور پروا نہیں کرتے وہ اپنی زندگی میں اولاد کے ہاتھ سے نالاں ہوتے ہیں اور اس کی بداطواریوں سے مشکلات میں پڑ جاتے ہیں۔ اور وہ مال جو انہوں نے خدا جانے کن کن حیلوں اور طریقوں سے جمع کیا تھا آخر بدکاری اور شراب خوری میں صرف ہوتا ہے اور وہ اولاد ایسے ماں باپ کے لئے شرارت اور بدمعاشی کی وارث ہوتی ہے۔"

فرمایا: "حضرت داؤد علیہ السلام کا قول ہے "میں بچہ تھا، جوان ہوا، اب بوڑھا ہوگیا ہوں۔ میں نے متقی کو کبھی ایسی حالت میں نہیں دیکھا کہ اسے رزق کی مار ہو، نہ اس کی اولاد کو ٹکڑے مانگتے دیکھا"۔ اللہ تعالیٰ تو کئی پُشت تک رعایت کرتا ہے۔ پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جسقدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو"۔

حضور نے ۱۹۰۵ء میں ہائی اسکول قادیان جاری فرمایا اور فرمایا:

"ہماری غرض مدرسے کے اجراء سے محض یہ ہے کہ دین کو دنیا پر مقدّم کیا جاوے۔ مروّجہ تعلیم کو اس لئے ساتھ رکھا ہے کہ علوم خادم دین ہوں۔ ہماری غرض یہ نہیں کہ ایف اے یا بی اے پاس کر کے دنیا کی تلاش میں مارے مارے پھریں۔ ہمارے پیشِ نظر تو یہ امر ہے کہ ایسے لوگ خدمتِ دین کے لئے زندگی بسر کریں اور اس لئے مدرسہ کو ضروری سمجھتا ہوں کہ شائد دینی خدمت کے لئے کام آسکے"۔

اسی رعایت سے حضور نے مدرسہ کا نام تعلیم الاسلام رکھا تا کہ یہ نصب العین ہمیشہ اساتذہ اور طلباء کے سامنے رہے۔

(الحکم ۱۰ر دسمبر ۱۹۰۵ء)

صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر فرمایا:

"ہم نے تو اپنی اولاد وغیرہ کا پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ یہ سب خدا تعالیٰ کا مال ہے اور ہمارا اس میں کوئی تعلق نہیں اور ہم بھی خدا تعالیٰ کا مال ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی سے فیصلہ کیا ہوتا ہے ان کو غم نہیں ہوا کرتا"۔

(الحکم ۲۴ر ستمبر ۱۹۰۷ء)

نیز اس موقعہ پر یہ بھی فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ کہ جب متقی کو خدا تعالیٰ کی معیت حاصل ہے تو پھر اسے کس بات کا غم واندوہ ہوسکتا ہے۔

فرمایا:

"اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے۔ اس کی خاطر داری کرنی چاہئے اور اس کی دلجوئی کرنی چاہئے مگر خدا تعالیٰ پر کسی کو مقدم نہیں کرنا چاہئے۔ اولاد کیا بنا سکتی ہے خدا تعالیٰ کی رضا ضروری ہے۔"

رشتہ داروں میں باہمی محبت اور سلوک کے متعلق ایک روایت بڑی رقت انگیز ہے۔ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ غریب آدمی تھا اور اس کا بیٹا تحصیلدار تھا۔ بیٹا بھی حضور کی خدمت میں حاضر تھا۔ باپ نے حضور سے عرض کیا کہ میں تنگ حال رہتا ہوں اور میرا بیٹا میری خبر گیری نہیں کرتا۔ حضور نے اس وقت قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّ يَتِيْمًا وَّ اَسِيْرًا ۔ فرمایا کہ اگر باپ قابل امداد ہو تو اسکی امداد اسے مسکین سمجھ کر ہی کر دے۔ اسی طرح اگر بیٹا قابل امداد ہو باپ اسے یتیم سمجھ کر ہی اس کی مدد کر دے۔ شوہر اگر بیوی سے نیک سلوک نہیں کرتا تو بیوی اسیر کے حکم میں شامل ہے، اسے اسیر سمجھ کر ہی اس کی مدد کرے۔ حضور کی اس تقریر کا اس تحصیلدار پر ایسا اثر ہوا کہ حضور کے سامنے اس نے عہد کیا کہ وہ اپنی تنخواہ آئندہ اپنے باپ کے ہاتھ میں دے دیا کرے گا اس میں سے باپ جس قدر چاہے اس کے خرچ کے لئے دے دے۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ شخص اپنے عہد کے مطابق عمل کرتا رہا۔ اس سے ظاہر ہے کہ "گوش زدہ اثرے دارد" اور نصیحت اکثر کارگر ہوتی ہے۔ یہ روایت کئی لحاظ سے سبق آموز اور قابلِ توجہ ہے۔

اپنی وفات سے دس روز پیشتر ۱۵ رمئی ۱۹۰۸ء کو جو نصیحت حضور نے فرمائی وہ ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے۔ فرمایا:

"حدیث ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ میں پہلے مردوں کا ذکر کرتا ہوں کہ قبل اس کے جو اسلام کی حقیقت معلوم ہو، اور اسکی خوبیاں معلوم ہوں پہلے ان علوم (دنیاوی علوم) کی طرف مشغول ہو جانا سخت خطرناک ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دین سے بالکل آگاہ نہ کیا جائے اور صرف مدرسے کی تعلیم دی جائے تو ایسی باتیں ان کے بدن میں شیر مادر کی طرح رچ جائیں گی۔ پھر سوائے اسکے اور کیا ہے کہ اسلام سے پھر جائیں۔ عیسائی تو بہت کم ہوں کیونکہ تثلیث و کفارہ اور ایک انسان کو خدا ماننے کا عقیدہ ہی کچھ ایسا لغو ہے کہ اسے کوئی عقیل وفہیم قبول نہیں کر سکتا۔ البتہ دہریہ ہو جائے گا۔ بہت خطرہ ہے۔ پس ضرور ہے کہ پہلے روز ساتھ ساتھ روحانی فلسفہ پڑھایا جائے، جب آج کل کی تعلیم نے مردوں پر مذہب کے لحاظ سے اچھا اثر نہیں کیا تو پھر عورتوں پر کیا توقع ہے۔ ہم تعلیمِ نسواں کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو ایک سکول بھی کھول رکھا ہے۔ مگر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے دین کا قلعہ محفوظ کیا جائے تا کہ بیرونی تأثرات سے محفوظ رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سواء السبیل توبہ، تقویٰ وطہارت کی توفیق دے۔"

(بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

مندرجہ بالا حوالے کی روشنی میں دینی فلسفہ اور دین سے آگاہی حضرت مسیح موعودؑ کی کتب میں بدرجۂ کمال درج ہے اور چاہئے کہ سکول اور کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضور کی کتابوں کا مطالعہ جاری رکھا جائے اور والدین اس بات کی کڑی نگرانی رکھیں کہ ان کا بچہ علاوہ اپنے مقررہ تعلیمی نصاب کے

روز بروز حضرت مسیح موعودؑ کی کسی کتاب کا مطالعہ بھی کرتا رہے۔ان کتابوں میں علم وحکمت کے دریا بہتے ہیں اوران کا مطالعہ کُونُوْا مَعَ الصَّادِقِیْنَ کا جلوہ گاہ ہے۔

خاکسار کا تجربہ ہے کہ جن طالب علموں نے اپنے سکول اور کالج کی تعلیم کے زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ بھی کیا وہ دنیوی لحاظ سے بھی اعلیٰ مدارج پر پہنچے اور دینی لحاظ سے بھی مغربی فلسفیوں کی زد سے الحاد و اشتراکیت اور دہریت کے اثرات سے محفوظ رہے اور ان کی زندگی نورٌعلیٰ نور بنی:

اے کہ خواندی حکمت یونانیاں ::::: حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

(الفضل یکم صلح ۱۳۸۴ھ بحوالہ مضامین مظہر ص۲۲ تا ۳۲)

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service

All Kind of Electronics

Export & Import Goods &V.C.D and

C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok

Ph: 03592 - 26107

03592 - 81920

ہوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان

We Treat but Allah Cures

۱۔ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R).20432

۲۔ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 20351

محلہ احمدیہ قادیان

پنجاب 143516

Ph:-(Clinic)

01872-22278

MANUFACTURERS.

EXPORTERS & IMPORTERS

OF

ALL KINDS OF FASHION

LEATHER

janic eximp

16D, TOPLA 2nd LANE KOLKATA-39

PH: 91-33-3440180 FAX: 91-33-344 0180

MOB: 098310 79426 E-mail: janiceximp@usa.net

لباس التقویٰ

ایفائے عہد

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اپنے برگزیدہ بندوں کی ایک نیک صفت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:-

و الموفون بعهدهم اِذَا عاهدوا ج (البقرہ:۱۷۸)

اور جب وہ کوئی وعدہ کریں تو اسے پورا کرتے ہیں

اسی طرح ایک اور موقع پر عوام الناس کو نصیحت کے رنگ میں حکماً فرمایا:-

و اوفُوا بالعهدا ن العهد ح كان مسئولا (بنی اسرائیل:۳۵)

اور اپنے وعدوں کو پورا کرو یقیناً ہر ایک عہد کے متعلق پوچھا جائے گا

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عہد کو نبھانے اور امانتوں کے حقوق ادا کرنے میں سب سے زیادہ پابند اور خیال رکھنے والے تھے نہ صرف مسلمان بلکہ کفار بھی آپ کے کئے ہوئے وعدوں پر تہہ دل سے یقین رکھتے تھے۔ اس امر کی واضح شہادت ہمیں صلح حدیبیہ کے موقع پر بھی ملتی ہے جب معاہدہ میں یہ بات طے پائی یعنی مدت صلح (جو دس سال تھی) کے دوران جو بھی کفار کی طرف سے مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا اسے واپس کیا جائے گا۔ چنانچہ جب سہیل کا بیٹا ابو جندل مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے اپنے وعدہ کی پاسداری کرتے ہوئے اسے واپس بھیج دیا۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں کئی واقعات ایسے ملتے ہیں کہ جن سے پتہ چلتا ہے کہ آپؑ اپنے دوسروں سے کئے ہوئے وعدوں اور ان کی امانتوں کا بہت خیال فرماتے۔ خاص طور پر جب علماء کے ساتھ آپ کے مباحثات اور مناظرات کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جس جگہ اور وقت کا تعین ہوتا ہے آپ بروقت وہاں پہنچتے اور اپنے کئے ہوئے وعدے کا پاس رکھتے۔

عہد شکنی نہ کرو اہلِ وفا ہو جاؤ - اہلِ شیطاں نہ بنو اہلِ خدا ہو جاؤ

وقار عمل کی افادیت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں متعدد بار محنت اور دیانتداری سے اعمال صالحہ بجالانے کی نصیحت فرماتا ہے۔ ایسے اعمال جو اپنے اور خلقِ خدا کی فلاح کے لئے کیے جائیں ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑی جزاء رکھی گئی ہے:

لیس للاِ نسبان الا ما سعٰی

کہ انسان کے لئے وہی بدی اور نیکی لکھی جائے گی جو اس نے کی ہے یعنی نہ تو اس میں کوئی کمی کی جائے گی اور نہ زیادتی بلکہ عین محنت کے مطابق پھل ملے گا۔

مکرم قارئین! اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اسی لئے اُس نے جتنے بھی انبیاء کرام ہماری ہدایت کے لئے بھیجے وہ سب نہ صرف اپنے کام خود کرتے تھے بلکہ دوسروں کی بھی خدمت میں کوئی عار نہیں سمجھتے تھے۔ اسی لئے جب ہم اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو کثیر تعداد میں انبیاء کرام زراعت اور تجارت کے پیشہ سے منسلک ملتے ہیں اور بعض بکریاں چراتے تھے۔ زندگی کے ہر شعبہ کی طرح وقارِ عمل کے میدان میں بھی ہمیں سب سے اعلیٰ اور افضل نمونہ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حیاتِ مبارکہ سے ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الكاسب حبيب الله

یعنی محنت کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لاکھوں درود اور سلام ہوں آپ چھپ چھپ کر غریبوں اور لاوارثوں کی مدد فرماتے اور اکثر اوقات اپنے حصہ کا کھانا سوالیوں اور سفید پوشوں میں تقسیم فرمادیتے، اسی طرح خود بکریوں کا دودھ دوہتے اور اپنے جوتے مرمت کرتے تھے۔ کسی بھی چھوٹے کام کو اپنے ہاتھ سے کرنے میں کبھی جھجک محسوس نہ فرمائی اور اسی کا درس اپنے صحابہ کو فرماتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کو اپنے ہاتھ سے محنت اور صفائی قائم رکھنے کی کئی مواقع پر نصیحت فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد محنت کی عظمت کے متعلق پیش فرمایا اور وہ یہ ہے کہ

''کوئی انسان بغیر سعی کے کمال حاصل نہیں کرسکتا یہ خدا کا مقرر

کردہ قانون ہے جو شخص بغیر محنت کے کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے وہ خدا کے قانون کو توڑتا ہے جو شخص ہاتھ پاؤں ہلاتا ہے تو اللہ برکت دیتا ہے۔ اللہ نہیں چاہتا کہ انسان بے دست و پا ہو کر بیٹھ رہے۔ مومن کو چاہئے کہ جدو جہد سے کام کرے۔ لیکن دنیا کو مقصود بالذات نہ بنائے دنیا اس کے لئے سواری ہونی چاہئے جو بالآخر اُسے خدا تک پہنچا دے۔"

(خطاب جلسہ سالانہ بلجیئم ۴ جون ۲۰۰۰ء)

وقارِ عمل سے یہ مراد ہے کہ کام کو عار سمجھنے کی بجائے فن سمجھنا چاہئے جس سے عمل کا جذبہ اُجاگر ہوتا ہے اور قومی سطح پر ترقی ملتی ہے کسی بھی کام کو حقیر اور باعثِ ذلّت سمجھ لینے سے انسان دنیا و آخرت دونوں میں ناکام ہو جاتا ہے اور سستی و کاہلی کا شکار ہو جاتا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے وقارِ عمل کے متعلق دو منتخب ارشاد درج ذیل ہیں:۔

۱۔"وقارِ عمل کی تحریک سے دو ضروری فوائد حاصل ہوتے ہیں ایک تو نکما پن دور ہوگا۔ دوسرے غلامی کو قائم رکھنے والی روح کبھی پیدا نہ ہوگی۔ جب دنیا میں یہ مادہ پیدا ہو جائے کہ کام کرنا اور نکما پن اور کسی کام کو ذلیل سمجھنا تو اس طرح کوئی طبقہ ایسا نہیں رہے گا جو غلامی چاہتا ہو۔"

(الفضل ۱۷ مارچ ۱۹۳۹ء)

پھر فرمایا کہ

۲۔"پہلے لوگوں کو منع کرو اور سمجھاؤ کہ گلی میں گندگی نہ پھینکیں اور اگر وہ پھر بھی باز نہ آئیں تو پھر خود جا کر اٹھائیں۔"

انسان کے بیرونی ماحول کا اثر بھی اس کی روح پر پڑتا ہے۔ اگر ہم اپنے ارد گرد صفائی کا معیار بہتر رکھتے ہیں اور اسی طرح اپنے بدن اور اخلاق اور ہماری سوچ بھی اچھی ہوگی جس کے ساتھ ساتھ جسمانی بڑھوتری میں بھی نمایاں فرق پڑے گا کیونکہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقتور مومن کو کمزور مومن پر ترجیح دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عظمت اور برکت سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے کاموں کے ساتھ ساتھ دوسروں کا بھی ہاتھ بٹانے والے بنیں۔ آمین

آدابِ گفتگو

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

و قولوا للناس حسناً (البقرۃ: ۸۴).

اور تمہیں چاہئے کہ مخلوق خدا سے ہمیشہ احسن طریق پر اور اچھے انداز سے بات کرو۔

ساری دنیا میں ایک ہی مذہب ایسا ہے جس کی تعلیم اپنی ذات میں سب سے خوبصورت اور کامل ہے اور اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے کہ جس نے ہماری زندگی میں تمام چھوٹے بڑے مرحلوں میں ہدایت سے نوازا ہے پس ہمیں چاہئے کہ ہم قرآن کریم کو غور و فکر سے پڑھا کریں۔ اور احکامِ الٰہی پر کاربند رہنے کی کوشش کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی مقامات پر گفتگو کے اعلیٰ اور باوقار معیار کا طریق اور اسے قائم رکھنے کی نصیحت فرمائی ہے جس کا سب سے بڑھ کر زندہ اور دلکش نمونہ ہمیں افضل انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت لطافت سے اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے تھے۔ اور کوئی لفظ بھی بے مقصد نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ آپ کی گفتگو کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی فحش گوئی یا بدکلامی نہیں کی۔

(بخاری کتاب الادب باب لم یکن النبی فاحشاً و لا متحشاء)

آپ کی گفتگو میں محبت اور مزاح کا رنگ بھی شامل تھا لیکن کبھی بھی آپ نے ایسے الفاظ کا انتخاب نہیں فرمایا جس سے کسی کا دل دکھے اور رنج ہو۔

آپؐ فرماتے ہیں:

مومن فحش بکنے والا بدزبان اور بدگو نہیں ہوتا۔

(ترمذی ابواب البر والصلۃ)

یہ بات بالکل سچ ہے کہ ہماری زبان کا اثر ہمارے اخلاق پر بہت گہرا پڑتا ہے۔ اس لئے کبھی گالی گلوچ اور لغو باتوں کے قریب بھی نہیں جانا چاہئے اور نہ ہی کسی کو بُرے القاب سے پکارنا چاہئے۔ بلکہ چاہئے کہ ہمیشہ استغفار کریں اور ربّ کریم سے اس کی رحمت اور بخشش کے امیدوار ہوں ہماری گفتگو ہمیشہ سچ سے مزین ہو اور جھوٹ سے الگ رہے۔ اور غیبت سے کلیۃً بیزار ہوں۔ آپ نے تو یہ سنا ہی ہوگا۔ باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"فضول باتوں سے پرہیز کرو۔ اتنی ہی بات کرو جتنی کی ضرورت ہو۔ ایک بول سے مقصد حاصل ہو تو دو بول نہ بولو۔ ارشادِ نبوی ہے کہ بڑا مبارک ہے وہ جس نے قوت گویائی کی بہتات کو (ذکر

باقی صفحہ 33 پر

تصاویر واقفین و واقفاتِ نو بھارت

وقفِ نو کی مبارک تحریک میں شامل بچوں اور بچیوں کی تصاویر کی ساتویں قسط شائع کی جارہی ہے۔ پہلی چھ قسطیں اخبارِ بدر و رسالہ مشکوٰۃ میں چھپ چکی ہیں۔ جن وقفِ نو بچوں اور بچیوں کی تصاویر شائع نہیں ہوئی۔ ان کے والدین توجہ دیں اور اوّلین فرصت میں ہی شعبہ وقفِ نو تحریک جدید قادیان میں بھجوائیں۔ فوٹو کے پُشت پر بچہ کا نام، حوالہ نمبر، والد کا نام اور جگہ خوش خط قلم سے درج کریں۔

(نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت)

مرشد احمد ڈار
ابن فرید احمد ڈار
حوالہ نمبر 4802-A
آسنور، کشمیر

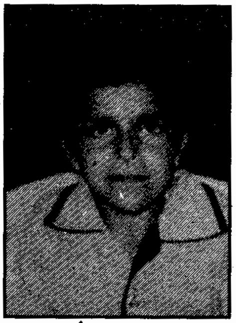

صہیب احمد وانی
ابن عبدالعلیم وانی
حوالہ نمبر: 11556-A
آسنور، کشمیر

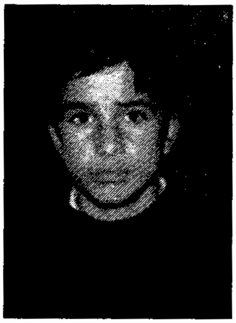

ناہید حسین نائک
ابن محمد حسین نائک
حوالہ نمبر 11551-A
آسنور، کشمیر

توصیف احمد بٹ
ابن گلزار احمد بٹ
حوالہ نمبر 11550-A
آسنور۔ کشمیر

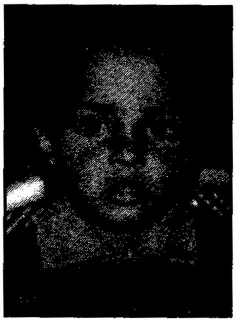

عطاء الحیٔ بیگ
ابن شریف احمد بیگ
حوالہ نمبر: 12814-A
آسنور، کشمیر

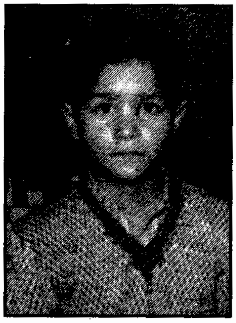

زاہد مشتاق نجار
ابن مشتاق احمد نجار
حوالہ نمبر: 11133-C
آسنور، کشمیر

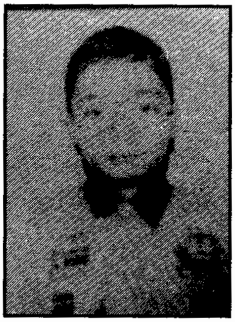

وجاہت طاہر ڈار
ابن ظفر اللہ ڈار
حوالہ نمبر: 10024-A
آسنور، کشمیر

نجیب اللہ
ابن فرید احمد نائیک
حوالہ نمبر: 11558-A
آسنور، کشمیر

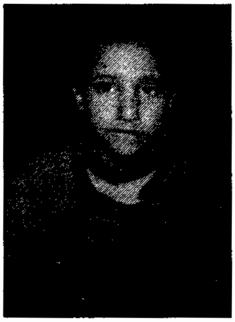

عمیر احمد ملک
ابن گلزار احمد ملک
حوالہ نمبر: 11559-A
آسنور، کشمیر

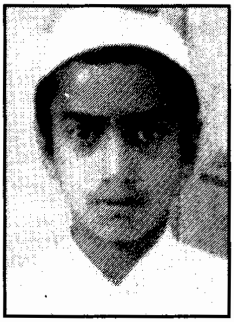

جاوید احمد نائیک
ابن محمد ایوب نائیک
حوالہ نمبر: 11553-A
آسنور، کشمیر

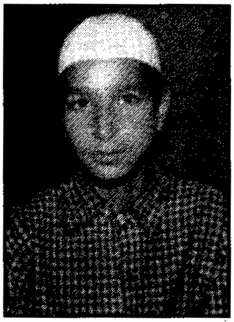

سکندر احمد نائیک
ابن عبدالسلام
حوالہ نمبر: 11557-A
آسنور، کشمیر

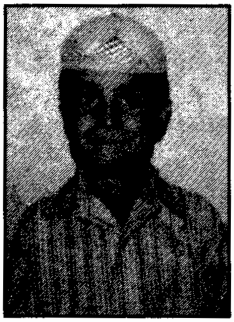

محمد سلطان ظفر
ابن محمد اسمٰعیل شیخ
حوالہ نمبر: 10266-A
آسنور، کشمیر

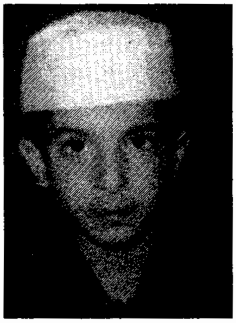

اُویس احمد پنڈت
ابن محمد یوسف پنڈت
حوالہ نمبر: 11561-A
آسنور، کشمیر

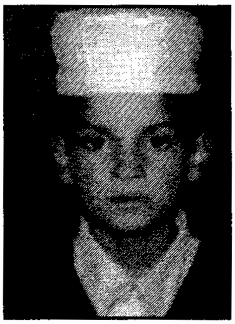

ذاکر احمد نائیک
ابن عبدالکریم نائیک
حوالہ نمبر: 11549-A
آسنور، کشمیر

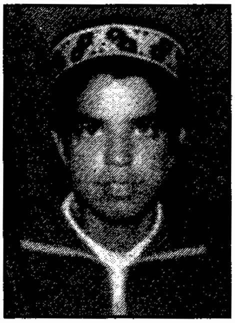

مشتاق احمد نائیک
ابن مبارک احمد نائیک
حوالہ نمبر: 11521-A
آسنور، کشمیر

عارف احمد نائیک
ابن غلام محمد نائیک
حوالہ نمبر: 10271-A
آسنور، کشمیر

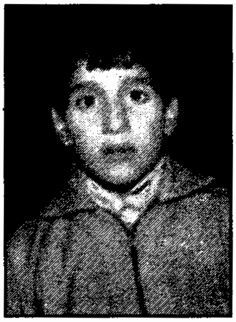

عادل امین وگے
ابن محمد امین وگے
حوالہ نمبر: 11557-A
آسنور، کشمیر

محمد عاقب نائیک
ابن فاروق احمد نائیک
حوالہ نمبر: 11548-A
آسنور، کشمیر

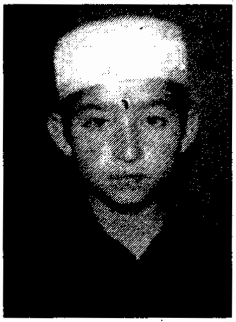

عبدالحیٔ ریشی
ابن عبدالرشید ریشی
حوالہ نمبر: 11555-A
آسنور، کشمیر

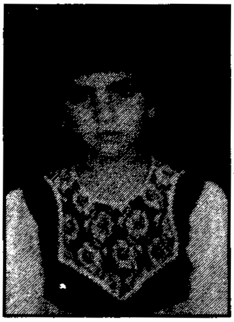

فائزہ رسول
بنت مولوی باسط رسول
حوالہ نمبر: 3870-B
آسنور، کشمیر

محمد شہباز طارق
ابن محمد خالد عارف
حوالہ نمبر:8088-A
قادیان

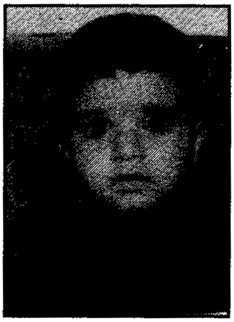

فاران احمد
ابن فاروق احمد فضل
حوالہ نمبر:7887-B
قادیان

عالیہ امتیاز
بنت امتیاز احمد
حوالہ نمبر:7629-B
قادیان

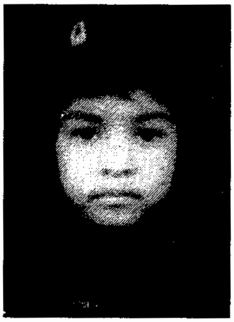

نعمانہ محمود
بنت محمود احمد ملکانہ
حوالہ نمبر:7168-B
قادیان

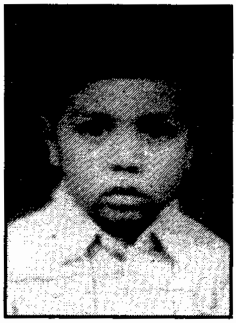

مغفور احمد
ابن محمود احمد ملکانہ
حوالہ نمبر4168-B
قادیان

سفیر احمد
ابن مرزا بشیر احمد
حوالہ نمبر7273-B
چنئی (مدراس)

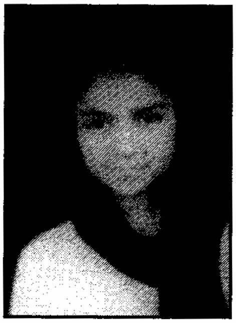

شاہدہ رشید
بنت رشید الدین دہلوی
حوالہ نمبر671-C
قادیان

عاتقہ رشید
بنت رشید الدین دہلوی
حوالہ نمبر:671-C
قادیان

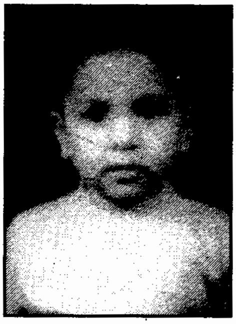

سمیر الدین
ابن رشید الدین دہلوی
حوالہ نمبر:671-C
قادیان

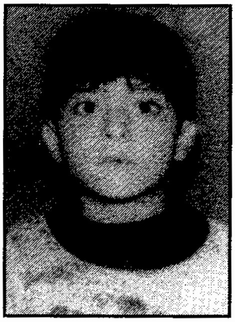

یحییٰ رسول ڈار
ابن مبارک رسول ڈار
حوالہ نمبر11560-A
کوریل، کشمیر

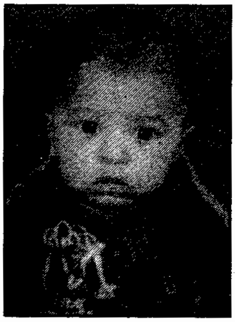

عمران احمد
ابن میر لئیق علی
حوالہ نمبر6971-B
چنئی، تامل ناڈو

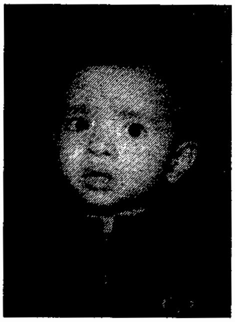

عدنان احمد
ابن سلطان احمد انجینئر
حوالہ نمبر3971-B
قادیان

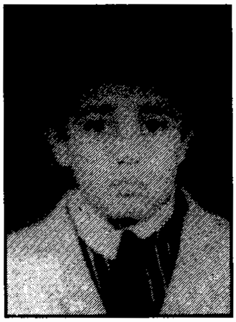

عدنان احمد ظفر
ابن لقمان احمد ظفر
حوالہ نمبر12126-A
قادیان

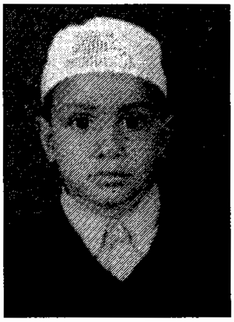

محمد اقبال آزاد
ابن محبوب احمد معلم
حوالہ نمبر10286-A
پاکریاداس، راجستھان

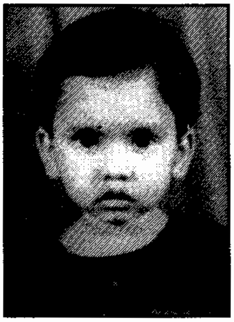

عالیہ نعیم
بنت سید نعیم احمد
حوالہ نمبر5418-B
سورو، اڑیسہ

مبشرہ بیگم
بنت عبدالعزیز خان
حوالہ نمبر9709-A
دھواں ساہی، اڑیسہ

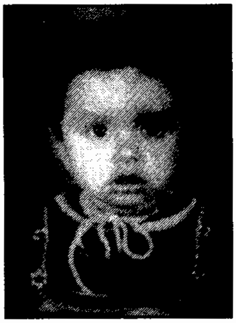

غزالہ رئیس
بنت رئیس صدیقی
حوالہ نمبر2719-B
کانپور، اترپردیش

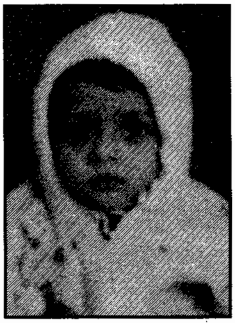

سید سلیم احمد
ابن مولوی فہیم احمد
حوالہ نمبر7069-B
سورو، اڑیسہ

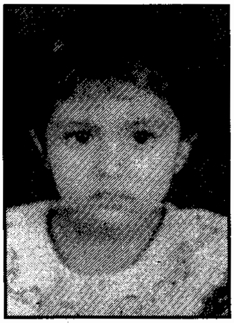

بشریٰ فائزہ
بنت انور احمد نور
حوالہ نمبر4336-B
حیدرآباد

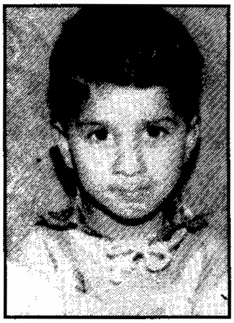

یحییٰ الیاس لون
ابن الیاس لون
حوالہ نمبر4664-A
آسنور، کشمیر

حفصہ النساء صدیقہ
بنت میر موسیٰ حسین
حوالہ نمبر1318-C
شیموگہ

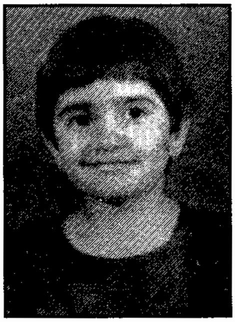

ماریہ مبشر
بنت مولوی محمد نذیر مبشر
حوالہ نمبر3332-B
چارکوٹ، راجوری

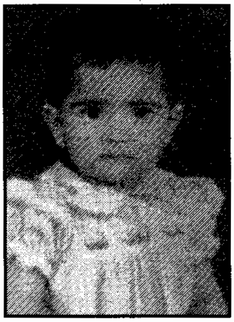

نائلہ مبشر
بنت مولوی محمد نذیر مبشر
حوالہ نمبر3332-B
چارکوٹ، راجوری

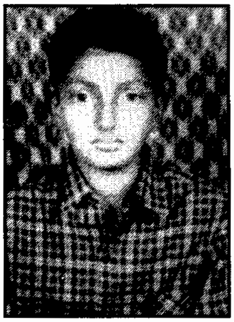

عرفان احمد
ابن ابرار احمد
حوالہ نمبر:2827-A
راٹھ، یوپی

مبشر احمد
ابن شاہد احمد
حوالہ نمبر: 11295-A
ننگل، قادیان

عمران قیوم
ابن محمد ارشد
حوالہ نمبر: 5396-B
قادیان

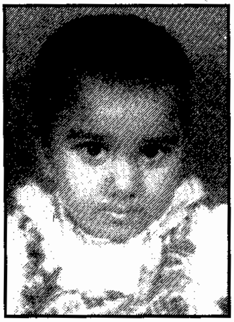

امۃ النور
بنت عبدالواحد
حوالہ نمبر: 3955-B
ننگل، قادیان

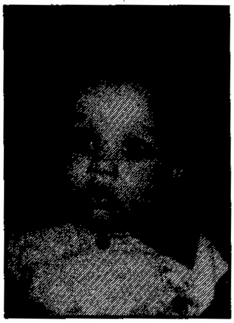

مصوّر احمد
ابن مظفر احمد
حوالہ نمبر 7788-B
گیسٹ ہاؤس، قادیان

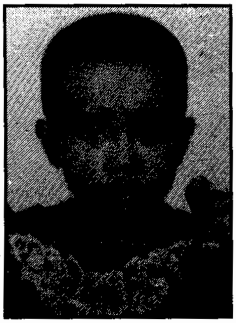

فانیہ ایوب
بنت مولوی ایوب علی خان
حوالہ نمبر 4210-B
قادیان

آشیہ سروہا
بنت حبیب الرحمٰن
حوالہ نمبر 7782-B
لون، ہریانہ

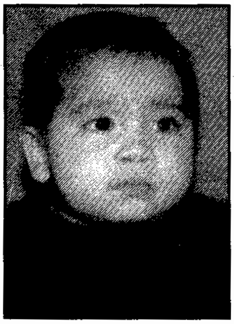

سیّد حاذق احمد
ابن سیّد طارق مجید
حوالہ نمبر 7792-B
قادیان

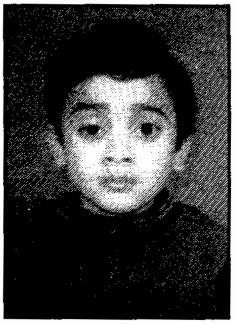

مبین احمد
ابن سلطان احمد انجینئر
حوالہ نمبر 3917-B
قادیان

امۃ الکافی ظفر
بنت محمد ظفر الحق
حوالہ نمبر 7947-B
قادیان

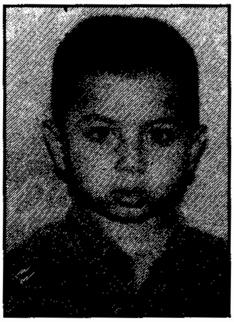

صباح الدین
ابن سلطان صلاح الدین کبیر
حوالہ نمبر 4211-B
قادیان

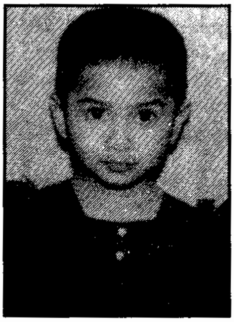

عارفہ سلطان
بنت سلطان صلاح الدین کبیر
حوالہ نمبر 4211-B
قادیان

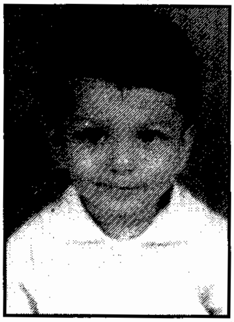

سعدیہ شوکت
بنت شوکت اللہ جینا
حوالہ نمبر 5617-B
یادگیر، کرناٹک

ماریہ نورین
بنت سید کلیم احمد
حوالہ نمبر 11057-A
سکندر آباد، آندھرا

عارف احمد خان
ابن محمد اکبر خان
حوالہ نمبر 10272-A
چیک ایمریچھ، کشمیر

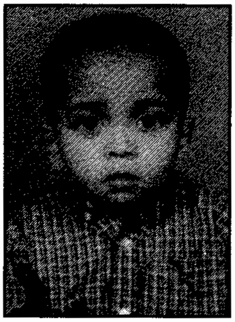

محمد احسان
ابن محمد شریف (دلی والے)
حوالہ نمبر 4535-B
کاکناڈ، کیرلہ

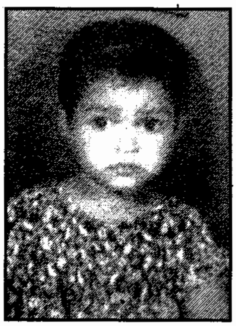

مریم حمید
بنت شاہد حمید
حوالہ نمبر 11295-A
ننگل، قادیان

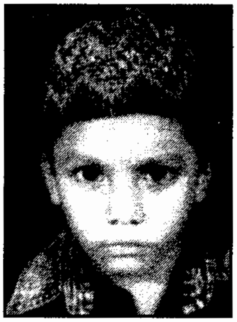

عبدالباسط فریدالاسلام
ابن عبدالجبار اللہ
حوالہ نمبر 4827-B
تایا جھولی آسام

دانیال احمد
ابن مولوی امان علی
حوالہ نمبر 6486-B
ابے پوری، آسام

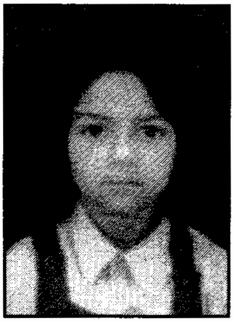

ھبتہ الشکور
بنت ریاض احمد
حوالہ نمبر 11411-A
باڈی چھنچیاں، پونچھ

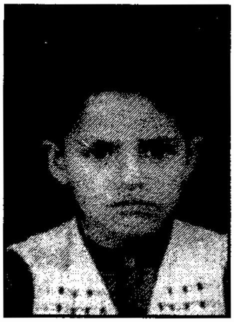

طٰہٰ اعجاز
ابن ریاض احمد
حوالہ نمبر 11411-A
باڈی چھنچیاں، پونچھ

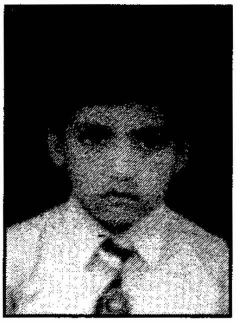

فیاض واسع
ابن ریاض احمد
حوالہ نمبر 11411-A
باڈی چھنچیاں، پونچھ

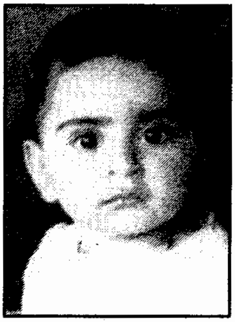

حانیہ سفیر
بنت سفیر احمد بھٹی
حوالہ نمبر 5659-B
چارکوٹ، کشمیر

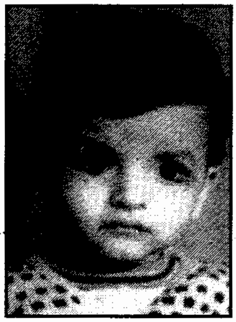

ولید احمد قریشی
ابن فرید احمد قریشی
حوالہ نمبر 2985-B
قادیان

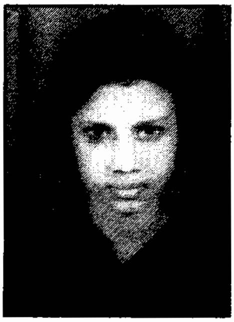

ھبتہ الہادی
بنت سیّد شاہد احمد
حوالہ نمبر 2612-A
سرلونیاں گاؤں، اڑیسہ

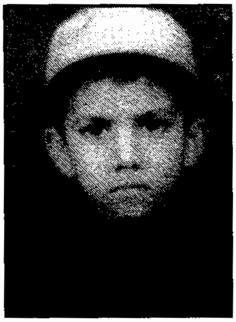

سفیر احمد
ابن مولوی نصیر احمد بھٹی
حوالہ نمبر 9362-A
ننگل، قادیان

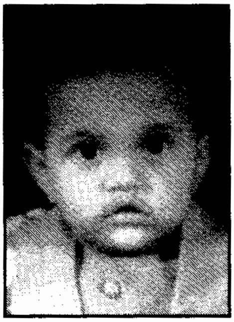

امۃ النور
بنت مولوی مبشر احمد بدر
حوالہ نمبر 5621-B
قادیان

جاذبہ کلیم
بنت کلیم احمد شاہد
حوالہ نمبر 7497-B
قادیان

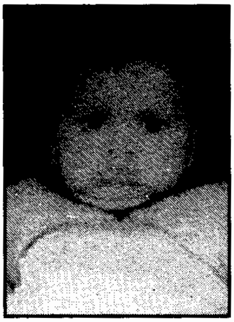

ماہرہ طارق
بنت طارق احمد
حوالہ نمبر 5688-B
قادیان

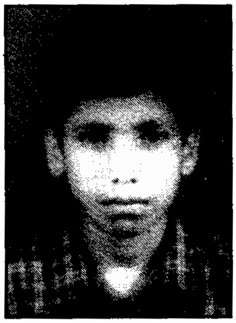

وحید احمد
ابن خلیل احمد
حوالہ نمبر 1080-A
کالابن، راجوری

امۃ الجمیل
بنت اکبر سلیم
حوالہ نمبر 5235-B
کوڈیاتھور، کیرالہ

فرید احمد
ابن گلزار احمد
حوالہ نمبر 12478-B
امیٹھہ - یوپی

مونس احمد کامران
ابن محمد انور احمد
حوالہ نمبر 6562-B
قادیان

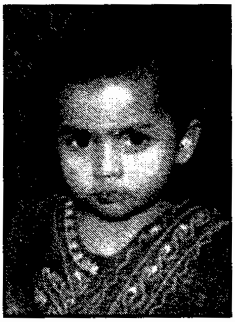

ھانیہ صدف
بنت محمد انور احمد
حوالہ نمبر 6562-B
قادیان

کاشفہ نصیر
بنت نصیر الدین دہلوی
حوالہ نمبر 5619-B
قادیان

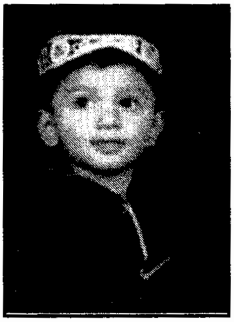

کاشف محبوب
ابن محبوب الحسن
حوالہ نمبر 6907-B
قادیان

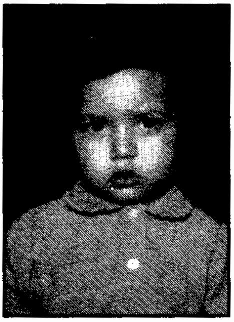

حفصہ طارق
بنت رشید احمد طارق
حوالہ نمبر:
قادیان

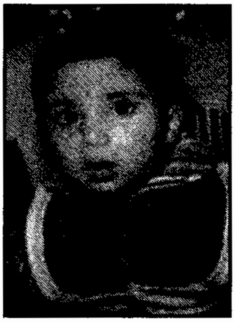

باسمہ ندرت
بنت حافظ شریف الحسن
حوالہ نمبر7581-B
قادیان

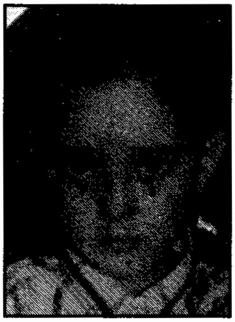

بصیر احمد
ابن مولوی نذیر احمد مشتاق
حوالہ نمبر12715-A
چارکوٹ، کشمیر

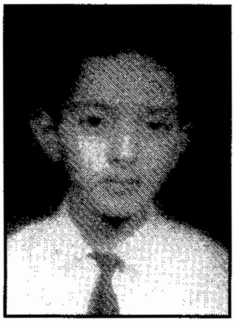

سفیر احمد
ابن مولوی نذیر احمد مشتاق
حوالہ نمبر12715-A
چارکوٹ، راجوری

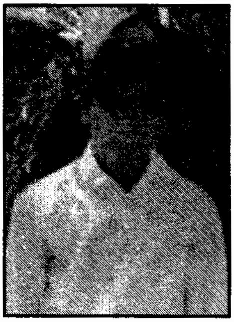

سفیر احمد ناصر
ابن ناصر احمد سلیم
حوالہ نمبر1602-A
بڈھانوں کشمیر

ظہیر احمد ناصر
ابن احمد سلیم
حوالہ نمبر:1602
بڈھانوں، کشمیر

ضروری التماس

صدر صاحبان کیریئر پلاننگ کمیٹی صوبہ جات وسیکریٹری واقفینِ نو صوبہ جات سے التماس ہے کہ وہ 1987ء اور 1988ء کے واقفینِ وواقفاتِ نو کو شعبہ وقفِ نو بھارت کی طرف سے ارسال کردہ وقفِ نو رضامندی فارم پُر کر کے دفتر ہٰذا میں جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ اسی طرح اپنی سہ ماہی رپورٹوں نیز واقفین کے ضروری کاغذات بھی ارسال فرمائیں۔ لینگیج انسٹی ٹیوٹ اپنے ہاں قائم کریں جس میں اُردو، انگریزی اور عربی زبانیں سکھانے کا انتظام کریں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

(نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت، تحریک جدید)

واقفینِ نو اور دعا

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''سب سے زیادہ زور تربیت میں دعا پر ہونا چاہئے یعنی ان بچوں کے لئے ہمیشہ دردمندانہ دعائیں کرنا اور ان بچوں کو دعا کرنا سکھانا اور دعا کرنے کی تربیت دینا تا کہ بچپن ہی سے یہ اپنے رب سے ایک ذاتی گہرا تعلق قائم کر لیں اور اس تعلق کے پھل کھانے شروع کر دیں۔ جو بچہ دعا کے ذریعہ اپنے رب کے احسانات کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے وہ بچپن ہی سے ایک ایسی روحانی شخصیت حاصل کر لیتا ہے جس کا مربی ہمیشہ خدا بنا رہتا ہے اور دن بدن اس کے اندر وہ تقدس پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے جو خدا کے سچے تعلق کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور دنیا کی کوئی تعلیم اور کوئی تربیت وہ اندرونی تقدس انسان کو نہیں بخش سکتی جو خدا تعالیٰ کی معرفت اور اس کے پیار اس کی محبت کے نتیجے میں نصیب ہوتا ہے۔ پس ان بچوں کی تربیت میں دعاؤں سے بہت زیادہ کام لیں۔ خود ان کے لئے دعا کریں اور ان کو دعا کرنے والے بچے بنائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ فروری ۱۹۸۹ء)

الٰہی کے لئے) محفوظ رکھا مگر اپنے مال کی کثرت میں خدا کی راہ میں بے دھڑک خرچ کیا۔‘‘

(حیاتِ ناصر جلد اص ۳۰۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان پیاری نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

پردہ کی اہمیت

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی ایک مقامات ہر خواتین کو پردہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ ایک آیتِ مبارکہ میں ان الفاظ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو حکم ہوا کہ

یا ایھا النّبیُّ قُل لازواجك و بنتِك و نسآءِ المؤمنین یُدنِین علیهن مِن جلابیبهنّ (الاحزاب : ٦٠)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ (جب وہ باہر نکلیں تو) چادروں کو اپنے اوپر لپیٹ کر نکلیں۔

اگر ہم پردہ کی اہمیت و افادیت سے متعلق اسلامی احکامات کا مطالعہ کریں تو بلا شبہ دیگر تمام مذاہب سے بڑھ کر پردہ کی ضرورت پر زور ملتا ہے، جس کا ہمارے اخلاق پر بہت گہرا اثر ہے۔

ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے حضرت اُم سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ کو ایک نابینا صحابی سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ جب انہوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! وہ تو نابینا ہیں اور ہمیں نہیں دیکھ سکتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو اور اس دیکھ نہیں سکتیں۔

(مشکوٰۃ کتاب الادب)

دینِ اسلام میں عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی پردہ کی نصیحت فرمائی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عورت اور مرد دونوں آنکھیں نیچی رکھیں سوائے ان کے جو آپس میں خونی رشتہ دار ہوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:-

’’عورتوں کو چاہیئے کہ نامحرم (جن کا نکاح نہیں ہوا) سے اپنے تئیں بچائیں اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں، شیطان ان کے ساتھ ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص ۴۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی بے پردگی کی بہت مذمت کی ہے اور فرمایا:

’’پردہ چھوڑنے والا قرآن کی ہتک کرتا ہے ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں‘‘۔ (الفضل ۲۷ جون ۱۹۵۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’قرآن نے پردے کا حکم دیا ہے انہیں (یعنی احمدی مستورات کو) بہر حال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت چھوڑ دیں کیونکہ ہماری جماعت کا یہ مؤقف ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا۔ نہ زبان سے اور نہ عمل سے۔ اسی پر دنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے‘‘۔

(الفضل ۲۵ نومبر ۱۹۷۸ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک موقع پر فرمایا:-

’’بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں۔ کیونکہ اگر آپ نے بھی میدان چھوڑ دیا تو دنیا میں اور کونسی عورتیں ہونگی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی‘‘۔ (الفضل ۲۸ فروری ۱۹۸۳ء)

مندرجہ بالا اقتباسات سے ہمارے لئے پردے کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور اس پر سختی سے پابندی کرنے کا درس ملتا ہے۔ جو نہ صرف ہمارے اپنے اخلاق و اطوار کی حفاظت کیلئے مفید ہے بلکہ ہماری آئندہ آنے والی نسلوں کی نیک نامی اور دین و دنیا میں کامیابی کا بھی ضامن ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری و باطنی ہر دو لحاظ سے پردے کی روح کو سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(بشکریہ www.alislam.org)

اعلانِ نکاح اور تقریب رخصتانہ

مورخہ ۲۲ ستمبر ۲۰۰۲ء کو مکرم شبیر احمد یعقوب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ساکن کانڈاپلی ضلع ورنگل آندھرا کا نکاح عزیزہ صفیہ سلطانہ بنت مکرم محمد خواجہ میاں صاحب تاجدوم ساکن ملم پلی کے ساتھ مبلغ پندرہ ہزار روپے حق مہر پر صبح گیارہ بجے خاکسار نے پڑھایا۔

اُسی دن بعد نمازِ عصر تلاوت و نظم کے بعد خاکسار نے اجتماعی دعا کروائی۔ اور بعد ازاں تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

اس رشتہ کے جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ فرمائے۔ آمین

اعانت مشکوٰۃ مبلغ -/۵۰ روپے

(حافظ سیّد رسول نیاز، نائب نگرانِ اعلیٰ آندھرا)

منظوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سیّدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے محترم محمد نسیم خان صاحب کی برائے سال نومبر ۲۰۰۲ء تا اکتوبر ۲۰۰۳ء بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منظوری مرحمت فرمائی ہے۔
اللہ تعالیٰ موصوف کیلئے یہ اعزاز مبارک فرمائے۔ احباب جماعت و مجالس خدام الاحمدیہ مطلع رہیں۔

(مرزا وسیم احمد۔ ناظر اعلیٰ قادیان)

مجلس عاملہ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

سال نومبر 2002ء تا اکتوبر 2003ء نبوت 1381 ہش تا اخاء 1382 ہش

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے سال ۰۳-۲۰۰۲ء کے لئے مندرجہ ذیل مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

نائب صدر	مکرم شعیب احمد صاحب
نائب صدر	مکرم شیراز احمد صاحب
معتمد	مکرم طاہر احمد صاحب چیمہ
مہتمم تربیت	مکرم شیخ محمود احمد صاحب
// // (نومبائعین)	مکرم سیّد مبشر احمد صاحب عامل
// عمومی	مکرم مبارک احمد صاحب چیمہ
// مال	مکرم محمد اسمٰعیل صاحب طاہر
// تبلیغ	مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب
// تحریک جدید	مکرم حبیب احمد صاحب طارق
// وقفِ جدید	مکرم شیخ ناصر وحید صاحب
// اشاعت	مکرم شعیب احمد صاحب
// // (ایڈیشنل)	مکرم چوہدری مقبول احمد صاحب
// صحت جسمانی	مکرم مصباح الدین صاحب نیّر
// تعلیم	مکرم ایم ابوبکر صاحب
// // (ایڈیشنل)	مکرم تسنیم احمد صاحب فرخ
// اطفال	مکرم رفیق احمد صاحب بیگ
// // (ایڈیشنل)	مکرم شاہد احمد صاحب ندیم
// خدمتِ خلق	مکرم عبد المحسن صاحب
// // (ایڈیشنل)	مکرم عبد العلیم صاحب
// تجنید	مکرم خورشید احمد صاحب خادم
// صنعت و تجارت	مکرم سیّد اعجاز احمد صاحب
// وقارِ عمل	مکرم محمد نور الدین صاحب
// مقامی	مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب
// محاسب	مکرم نصیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

مجلس عاملہ

مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

بابت سال ۰۳-۲۰۰۲ء

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے سال ۰۳-۲۰۰۲ء کے لئے مندرجہ ذیل اراکین مجلس عاملہ کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

سیکریٹری عمومی	مکرم پرویز احمد صاحب ملک
// تجنید	مکرم محمد یوسف پڈر صاحب
// تعلیم	مکرم تنویر احمد صاحب ناصر
// تربیت	مکرم مامون رشید صاحب تبریز
// صحتِ جسمانی	مکرم شیخ مبارک احمد صاحب
// اشاعت	مکرم لقمان قادر صاحب بھٹی
// وقارِ عمل	مکرم سیّد کلیم احمد صاحب
// خدمتِ خلق	مکرم رفیق احمد صاحب قمر
// وقفِ جدید	مکرم محمد ظفر احمد صاحب
// مال	مکرم طیّب احمد صاحب خادم
انچارج انگلش سیکشن	مکرم طارق انعام صاحب غوری
// کیرلہ سیکشن	مکرم کے راشد احمد صاحب
// اڑیسہ سیکشن	مکرم شیخ منان احمد صاحب
// ہندی سیکشن	مکرم محمد ابراہیم صاحب

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

کیا آپ جانتے ہیں؟

قرآن مجید میں استعمال ہونے والے بعض الفاظ کی تعداد:-

لفظ	مطلب	تعداد
الدنیا	دنیا	۱۱۵
الآخرۃ	اخروی دنیا	۱۱۵
الملئکۃ	فرشتے	۸۸
الشیطان	شیطان	۸۸
الحیات	زندگی	۱۴۵
الموت	موت	۱۴۵
الرجل	مرد	۲۴
المرأۃ	عورت	۲۴
الشھر	مہینہ	۱۲
الیوم	دن	۳۶۵
البحر	سمندر	۳۲
البرّ	زمین	۱۳

۳۲/۱۳ = دنیا میں پانی اور زمین کا تناسب یہی بنتا ہے۔

(بشکریہ سہ ماہی الضُّحٰی - سعودی عرب، اکتوبر - دسمبر ۲۰۰۰ء)

منظوری قائدین صوبائی

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے برائے سال نومبر 2002ء تا اکتوبر 2003ء درج ذیل صوبائی قائدین کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں یہ اعزاز مبارک کرے اور مقبول خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نمبر شمار	صوبہ	نام صوبائی قائد
1	کیرلہ	مکرم ڈاکٹر صلاح الدین صاحب آف کالیکٹ
2	تامل ناڈو	مکرم اے ناصر احمد صاحب آف میلا پالم
3	آندھرا	مکرم محمد عظمت غوری صاحب آف حیدرآباد
4	شمالی کرناٹک	مکرم حاجی فیروز پاشا آف بیلاری
5	بنگال و آسام	مکرم شیخ عبدالحلیم صاحب آف کیرہ
6	یوپی	مکرم شعیب احمد صاحب سلیچہ آف کانپور
7	راجستھان	مکرم شریف احمد صاحب فاروقی آف جے پور
8	دہلی	مکرم داؤد احمد صاحب
9	پنجاب	مکرم محمد نورالدین صاحب آف قادیان
10	ہماچل	مکرم عطاء الٰہی احسن غوری صاحب آف قادیان
11	کشمیر	مکرم منیب الرحمٰن صاحب آف آسنور
12	راجوری و پونچھ	مکرم نثار احمد صاحب اختر
13	جھارکھنڈ	مکرم مبشر احمد صاحب آف موسی بنی مائنز

M. C. Mohammad
Kodiyathoor
SUBAIDA TIMBER
Dealers In:
TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS
Chandakkadave, P.O Feroke
KERALA - 673631
☎ 0495 403119 (O)
402770 (R)

DIL BRICKS UNIT
PH: 06723-35814
DELAWAR KHAN (EX. ARMY)
VILL :- KARDAPALLI
P.O. TIGIRIA
DISTT- CUTTACK (ORISSA)

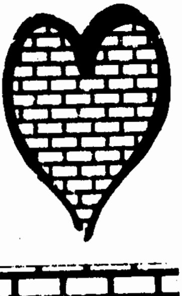

قادیان دارلامان میں بھارت کے

واقفینِ نو کا پہلا سالانہ ملکی اجتماع

بفضلہٖ تعالیٰ امسال قادیان میں بھارت کے 7 سال سے بڑی عمر کے واقفینِ نو بچوں (صرف لڑکوں) کا پہلا سالانہ ملکی اجتماع خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت کے اجتماع منعقدہ ۱۹، ۲۰، ۲۱ اکتوبر ۲۰۰۲ء کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ پہلے سے طے شدہ پروگرام کے مطابق تمام جماعتوں کے سیکریٹریان واقفینِ نو کو اس اجتماع کے تعلق سے بذریعہ سرکلر و فون مطلع کر دیا گیا تھا۔ اور نصاب کے مطابق تیاری کر کے اجتماع میں زیادہ سے زیادہ واقفینِ نو بچوں کو شامل کرنے کی ہدایت دے دی گئی تھی۔ محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید کی خصوصی ہدایت کے مطابق بار بار کام کا جائزہ لیا جاتا رہا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس اجتماع میں کیرلہ۔ تامل ناڈو۔ آندھرا۔ کرناٹک۔ بنگال۔ یوپی۔ پونچھ راجوری۔ کشمیر۔ پنجاب۔ ہریانہ۔ اڑیسہ اور قادیان سے واقفینِ نو شریک ہوئے۔ جنکی مجموعی تعداد (بشمول قادیان) دو صد سے زائد تھی۔ اطفال الاحمدیہ کے جملہ پروگراموں میں واقفینِ نو بچوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ علاوہ ازیں وقفِ نو کے علیحدہ مقابلہ جات کروائے گئے۔ جن میں ملک بھر کے بچوں نے حصہ لیا۔ اسی طرح مؤرخہ 19ر اکتوبر کی شام کو ایک خصوصی اجلاس زیرِ صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان منعقد ہوا۔ جس میں سبھی واقفینِ نو بچے بشمول قادیان کی واقفات نو اور ملک بھر سے آئے ہوئے سیکریٹریان وقفِ نو صوبائی و مقامی بھی شریک ہوئے۔ انتظامیہ کی درخواست پر صدر اجلاس کے علاوہ مکرم و محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید، مکرم و محترم مولانا جلال الدین صاحب نیّر صدر انجمن تحریکِ جدید و ناظر بیت المال آمد، مکرم و محترم محمد نسیم خان صاحب نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت، مکرم شیراز احمد صاحب نائب نیشنل سیکریٹری بھی stage پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب' محترم وکیل الاعلیٰ صاحب تحریکِ جدید اور محترم نیشنل سیکریٹری صاحب وقفِ نو نے واقفینِ نو بچوں اور حاضرین سے خطاب فرمایا۔ محترم صدر اجلاس نے جہاں وقفِ نو کی ذمہ داریوں کے عنوان پر نہایت عمدہ رنگ میں روشنی ڈالی وہاں محترم وکیل الاعلیٰ صاحب نے وقفِ نو کی سالانہ رپورٹ پیش فرماتے ہوئے انتظامی ذمہ داریوں کی طرف سیکریٹریان وقفِ نو صوبائی ' مقامی اور واقفینِ نو والدین کو نہایت مؤثر رنگ میں ضروری ہدایات فرمائیں۔ آخر پر محترم صدر اجلاس نے اجتماعی دعا کروائی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

باہر سے آنے والے واقفینِ نو بچوں کے لئے قیام وطعام کا عمدہ انتظام تھا۔ قادیان کے واقفینِ نو اور واقفات نو کے لئے ایک دن اجتماعی کھانے کا بھی انتظام کیا گیا۔

اجتماع کی اختتامی تقریب میں واقفینِ نو بچوں کو انعامات بھی دئے گئے۔

مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور سیکریٹری وقفِ نو قادیان' مکرم محمد اسد اللہ صاحب نائب سیکریٹری وقفِ نو قادیان اور انکے رفقاء کار نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے میں بھرپور تعاون دیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ امین

(رپورٹ مرتبہ: محمد اسمٰعیل طاہر انچارج دفتر نیشنل سیکریٹری وقفِ نو تحریک جدید)

واقفِ نو بچے کی کامیابی

عزیز صفدر نوید امینی ابن مکرم رفیق احمد صاحب امینی جو کہ زیر حوالہ نمبر 9994-A تحریکِ وقفِ میں شامل ہے، نے ۲۸ر نومبر ۲۰۰۲ء کو پریس چیمبر آف انڈیا ضلع گورداسپور کی طرف سے منعقدہ تحریری و تقریری مقابلہ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیز نے اپنے اندازِ بیان سے سامعین کو بہت متاثر کیا۔ صوبائی حکومت نے عزیز کو پانچ سال تک کیلئے وظیفہ دینے کا اعلان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزیز کو مزید ترقیات سے نوازے اور جماعت کے لئے ایک مفید وجود بنائے۔ امین

(نیشنل سیکریٹری وقفِ نو بھارت)

لجنہ اماء اللہ چینئی کی طرف سے ایک نمائش کا انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم کتاب Revelation Rationality Knowledge & Truth کے مضامین کی تصاویر اور چارٹس کے ذریعہ سے وضاحت کرنے کیلئے لجنہ اماء اللہ چینئی (تامل ناڈو) کی طرف سے تیار کردہ نمائش کا محترمہ بشریٰ طیبہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے مورخہ 15-09-02 کو چینئی مشن ہاؤس کے ہال میں افتتاح فرمایا۔ الحمدللہ۔

اس بابرکت نمائش کے افتتاح کیلئے ہماری دعوت پر محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت اپنے خاوند محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح و ارشاد قادیان کے ہمراہ 15-09-02 کو چینئی تشریف لائیں۔ چینئی مشن ہاؤس کی دوسری منزل پر نہایت ہی خوبصورت اور دلکش انداز میں رکھی گئیں 32 عدد تصاویر اور چارٹس کی نمائش کا رسم افتتاح صبح 11 بجے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے فرما کر اجتماعی دعا بھی کروائی۔

اس کے بعد افتتاحی اجلاس محترمہ محمودہ نعیم صاحبہ کی تلاوت کلام پاک و تامل ترجمہ سے شروع ہوا صدر لجنہ اماء اللہ بھارت نے اردو میں اور خاکسارہ صدر لجنہ اماء اللہ چینئی نے تامل میں عہد دہرایا۔ بعد ازاں عزیزہ لبنیٰ یامین صاحبہ نے حمد و عزیزہ مبشرہ محمود صاحبہ نے نعت نہایت ہی خوش الحانی سے سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے تامل میں اور محترمہ عائشہ شیراز صاحبہ نے اردو میں استقبالیہ کلمات کہے۔ ہم نے اس نمائش کا پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس نمائش کا نام A Journey In To The Holy Quran رکھا گیا ہے یعنی قرآن شریف کے اندر ایک سفر۔ یہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی مشہور عالم کتاب پر مبنی ہے۔ اس کتاب کا اصل مقصد دنیا میں قرآن شریف کی عظمت اور قابلیت کو ثابت کرنا ہے۔ یعنی اس کائنات کے آغاز سے لے کر انجام تک کی ساری باتوں کا اسمیں تذکرہ ملنا ثابت کرتا ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو بھی غور و فکر سے اس کتاب کو پڑھے گا وہ اس کائنات کو پیدا کرنے والے خدا کا قرب اور لقاء خاص کرے گا۔ نیز حضور نے فرمایا کہ یہ کتاب اس زمانہ کیلئے تفسیر القرآن ہے نیز یہ میری ساری زندگی کا نچوڑ ہے اور یہ کہ یہ میری زندگی کا کارنامہ ہے اس عظیم کارنامہ کے پیچھے ایک عظیم عورت کا ہاتھ ہے یعنی آپکی والدہ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں اس کارنامہ کو اپنی مرحوم والدہ مریم کی نذر کرتا ہوں گو وہ میرے ساتھ رہ نہیں سکیں لیکن ان کی دعائیں میرے ساتھ ہیں۔ اللہ انکی روح پر رحمت برسائے۔''

آپ کی والدہ کی وفات 1944ء میں ہوئی۔ اس وقت آپکی عمر 16 سال تھی۔ الغرض سولہ سال میں آپکی والدہ نے آپکو ایسی تربیت دی کہ بعد میں ایسا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔ اور فرماتے ہیں اسکے پیچھے میری والدہ صاحبہ کا ہاتھ ہے اس سے آپکی والدہ محترمہ مریمؓ کے عظیم رتبہ کا پتا چلتا ہے ہم اس نمائش کو بھی اس والدہ مریمؓ کے نام وقف کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد محترمہ وحیدہ ایوب صاحبہ نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا اہل قادیان کے نام پیغام کے چند اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے۔ اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں حضرت آپا جان کا محبت بھرا اسلام آپ لوگوں کو پہنچاتی ہوں اس کے بعد آپا جان کیلئے دعا کی تحریک فرمائی۔ پھر فرمایا کہ یہ نمائش لجنہ اماء اللہ چینئی کی انتھک محنت اور کوشش کی عکاسی کرتی ہے۔ یعنی پہلے حضور انور کی کتاب کو پڑھنا پھر قرآن کریم کا مطالعہ کرنا اور یہ سارا کلام خوش اسلوبی سے کرنا یہ نہایت قابل تعریف کام ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یوں تو سب نبی خدا تعالیٰ کی توحید کی اشاعت کیلئے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو اس کی توفیق بھی دیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس کتاب کے ذریعہ قرآن کریم کو خدا کا کلام اور سائنس کو خدا کا قانون ثابت کیا ہے اور ہندوستان کی لجنات میں سے ایک لجنہ کو اس نمائش کے ذریعہ سے اسکو اور وضاحت کے ساتھ منظر عام پر لانے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ ہندوستان کے پڑھے لکھے حلقہ میں یہ ایک سنگ ملک ثابت ہوگا۔ پھر آپ نے اسلام میں عورت کے مقام و عورتوں کے مستقبل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ قرآن کریم کے احکامات صرف مردوں کیلئے نہیں بلکہ ہم عورتوں کیلئے بھی ہیں لہذا ہم عورتوں کو چاہئے کہ قرآن کریم کے احکامات کا مطالعہ کر کے اس کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کریں۔ ہم عورتوں کا بہت ہی اہم کام اپنے بچوں کی تربیت ہے۔

اس کے بعد محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اصلاح وارشاد نے عورتوں کو خطاب فرمایا۔ آپنے فرمایا کہ اس نمائش کو سرسری نظر سے دیکھنے سے ہی اس کے پیچھے کی گئی محنت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ یعنی اتنی مشکل کتاب کو پڑھ کر سمجھنا پھر اس مضمون کو دوسروں کو آسان طریق سے سمجھانے کیلئے اور کتابوں کا مطالعہ کر کے کافی کوشش اور کاوشوں سے

تصاویر اور چارٹس سے وضاحت کرنے کی کوشش یہ نہایت ہی محنت کا کام ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ جَاهِدْهُم بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا یعنی اب اس قرآن کریم کے ذریعہ سے ان لوگوں سے جہاد کبیر کرنا۔آنحضرت ﷺ کی ساری زندگی اس جہاد کبیر میں گزری ہے۔پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اس زمانہ میں آکر وہی قلمی جہاد کا آغاز کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف سے شروع فرمایا تھا۔ پھر موجودہ زمانہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی ضرورت کے مطابق اس قلمی جہاد میں ایک بہترین نمونہ کے طور پر اس کتاب کو دنیا کے سامنے پیش فرمایا۔اور آج لجنہ اماء اللہ چنئی نے اس نمائش کے ذریعہ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عورتیں بھی قلمی جہاد کے میدان میں مردوں سے پیچھے نہیں ہیں۔

3:30 بجے ان تصاویر اور چارٹس کو ایک ایک کر کے وضاحت سے سمجھانے کا پروگرام تھا۔اس کا آغاز محترمہ وحیدہ ایوب صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔اس کے بعد عزیزہ فوزیہ نصر صاحبہ اور عزیزہ مبشرہ محمود نے اردو میں اور محترمہ نسیمہ بیگم صاحبہ،عزیزہ ہاجرہ حسینہ صاحبہ،عزیزہ طاہرہ مبینہ صاحبہ،عزیزہ فرید مبشر صاحبہ،محترمہ شیرین حمید صاحبہ،محترمہ محمودہ نعیم صاحبہ،عزیزہ بانو مظفر صاحبہ،عزیزہ صادقہ پروین صاحبہ،عزیزہ لبنیٰ یامین صاحبہ،عزیزہ فاطمہ جلال صاحبہ عزیزہ فاطمہ مظفر صاحبہ،محترمہ فرحت صاحبہ، محترمہ طاہر شمیم صاحبہ،محترمہ تاج النساء صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ چنئی اور محترمہ امتہ المومن صاحبہ نے تامل میں وضاحت کی شام کو لجنہ اماء اللہ کا ایک تربیتی اجلاس محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت کی زیر صدارت محترمہ ثریا نصرت صاحبہ کی تلاوت کلام پاک اور عزیزہ نسرین سلیم صاحبہ کی نظم سے شروع ہوا۔اس کے بعد وقف نو بچیوں نے قصیدہ سنایا۔بعد ازاں محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کرناٹک نے لجنہ کو خطاب کر کے حضرت مصلح موعودؓ کی ایک زریں نصیحت پڑھ کر سنائی۔اس کے بعد محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ بھارت نے حضرت مسیح موعودؑ و خلفائے کرام کے متعدد اقتباسات کی روشنی میں مختلف تربیتی امور پر نصائح فرمائیں۔نیز ہماری ماؤں اور بزرگ خواتین کی قربانیاں اور انکی عظیم خدمات کا بھی تذکرہ فرمایا

آخر میں دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پزیر ہوا۔الحمد للہ۔خاکسارہ اس نمائش کے لئے مختلف ذریعہ سے مدد کرنے والے انصار خدام لجنہ و ناصرات و اطفال کا شکریہ ادا کرتی ہے۔اللہ تعالیٰ انکو جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین۔(فاطمہ شیریں صدر لجنہ اماء اللہ چنئی)

Syed Zishan
Prop.

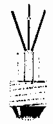

Adnan
Electronics Amroha

Manufacturer & Suppliers
D.C. Fan & D.C. Light Parts

Phone:05922-60826(off),60055(Res)

Uroosa Trading Co.
Chaman Bidi Street, Amroha
J.P. Nagar-244221

RAKESH JEWELLERS

01872 21987 (S) PP
01872 20290 (R)

MAIN BAZAR QADIAN.

For every kind of Gold and Silver ornament.
All kinds of Rings & "Alaisallah" Rings also sold
KISHEN SETH, RAKESH SETH

سو سال پرانی سیٹھ پیارے لعل صراف کی دوکان

قرارداد تعزیت

بروفات مکرم محمد احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ چینئی

مجلس عاملہ جماعتِ احمدیہ چینئی (تامل ناڈو) مورخہ 02-11-13

افسوس! جماعتِ احمدیہ چینئی (مدراس) کے ہردلعزیز امیر محترم محمد احمد صاحب مؤرخہ 12 رنومبر 2002ء بروز منگل بوقت صبح 9:45 بجے بعمر 73 سال ہم سب کو داغ مفارقت دے کر مولیٰ حقیقی سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس افسوسناک سانحۂ ارتحال پر جملہ ممبران مجلس عاملہ و افراد جماعت احمدیہ چینئی گہرے رنج وغم کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے مشیت ایزدی کے آگے سرِتسلیم خم کرتے ہیں۔

جناب محمد احمد صاحب ۱۱۹ کتوبر ۱۹۲۹ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مکرم پروفیسر محمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ چینئی کے ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ آپ کے دادا کے بھائی حضرت مولوی حسن علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آف بھاگلپور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کے نانا جان حضرت بابو عبدالحمید صاحبؓ اور نانی جان حضرت حلیمہ بیگم صاحبہؓ دونوں ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کی والدہ کا نام محترمہ بلقیس بیگم صاحبہ تھا۔ ذکر آتا ہے کہ حضرت اماں جانؓ اپنے لاہور کے سفر کے دوران انہی کے گھر میں قیام فرماتی تھیں۔

مکرم محمد احمد صاحب کی اہلیہ محترمہ قیصرہ احمد صاحبہ آف بہار جن سے آپ کا نکاح ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ء کو ہوا تھا' حضرت سیّد ارادت حسین صاحبؓ کی پوتی اور حضرت سیّد وزارت حسین صاحبؓ کی نواسی ہیں۔ یہ دونوں بزرگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔

مکرم محمد احمد صاحب تاوقت رٹائیرمنٹ (۱۹۸۷ء) بطور ڈائریکٹر جیالوجیکل سروے آف انڈیا (Director, Geological Survey of India) وطنِ عزیز کی خدمت بجالاتے رہے۔

آپ ۱۹۹۲ء میں جماعتِ احمدیہ چینئی کے امیر نامزد ہوئے اور بعد ازاں ۱۹۹۵ء میں اسی عہدہ کیلئے باقاعدہ طور پر منتخب ہوئے۔ آپ کو جماعتِ احمدیہ چینئی کا پہلا امیر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ تاوفات امارت کے عہدہ پر فائز رہے۔ بحیثیت امیر جماعت احمدیہ آپ کو دس سال خدمت کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ صوبائی امیر کی حیثیت سے آپ نے ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۸ء چھ سال تک خدمت سرانجام دی۔ سکندرآباد (آندھرا پردیش) میں اپنے قیام کے دوران آپ کو بطور نائب صدر جماعت احمدیہ سکندرآباد بھی خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔ وباللہ التوفیق

جماعت احمدیہ کے تئیں آپ کی خدمات کو ہمیشہ عزت واحترام کے ساتھ یاد رکھا جائیگا۔ آپ ہر قدم اور موقعہ پر جماعت کی خدمت کیلئے پورے اخلاص اور جوش و جذبہ کے ساتھ تیار رہتے۔ افراد جماعت کے ساتھ آپ کا تعلق اور سلوک ہمیشہ مشفقانہ، برادرانہ اور ہمدردانہ رہا ہے۔ افراد جماعت احمدیہ چینئی آپ کو ہمیشہ نہایت ادب، احترام اور محبت کے ساتھ یاد رکھیں گے۔ ان شاء اللہ۔ آپ کی وفات جماعت احمدیہ چینئی کے لئے ایک بھاری صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر کی توفیق بخشے۔ امین

ہم سب دُعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم موصوف کی مخلصانہ خدمات کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے سرفراز کرے اور آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ امین

ہم افراد جماعت احمدیہ چینئی مرحوم موصوف کی اہلیہ محترمہ قیصرہ احمد صاحبہ سے جن کے ساتھ آپ نے ۴۰ سال ازدواجی زندگی کا عرصہ گزارا گہرے رنج وغم اور دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں کہ مولیٰ کریم محض اپنے فضل وکرم سے آپ کو اس ناقابل تلافی نقصان کو برداشت کرنے کا حوصلہ اور صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ امین

اسی طرح مرحوم کے دونوں بیٹوں، بیٹی، داماد اور بہوؤں اور آپ کے برادر نسبتی، دو ہمشیرگان اور آپ کے بھائی سے بھی دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور دُعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اس دُکھ کی گھڑی میں صبر جمیل عطا کرے۔ امین

(افراد جماعتِ احمدیہ چینئی ۲۰۰۲-۱۱-۱۳)

اظہارِ تعزیت

مکرم شیراز احمد صاحب آف چینئی نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے والد محترم محمد احمد صاحب امیر جماعتِ احمدیہ چینئی مؤرخہ 12 رنومبر 2002ء بروز منگل بقضاء الٰہی وفات پاگئے ہیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

موصوف صوم وصلوٰۃ کے پابند مخلص احمدی تھے اور گذشتہ طویل عرصہ سے علیل چلے آرہے تھے۔

غم کے اس موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت محترم شیراز احمد صاحب اور انکے جملہ افراد خاندان اور احباب جماعت چینئی کے ساتھ دلی تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ نیز تمام پسماندگان ولواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ امین

......محمد نسیم خان، صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ARMENIA
آرمینیا

از شاہد احمد ندیم

ملک ملک کی سیر (۸)

جمہوریہ آرمینیا

سرکاری نام: Hayastani Hanrapetut'yun

طریقۂ حکومت: جمہوری نظام، (قومی اسمبلی)

دارالخلافہ: Yereven رقبہ: 29,000 مربع کلومیٹر آبادی: تین کروڑ اسی لاکھ، زبان: آرمینین، شرح خواندگی: 99%، مذہب: عیسائیت، کرنسی: ڈرام (1$=547.89 dram) سالانہ شرح آمد: 2360 ڈالر، صدر: Robert Kocharyan، وزیر اعظم: Andranik Markarian

ماضی میں متحدہ سوویت یونین کی ریاست رہا آرمینیا، جنوب مشرق ایشیا کا ایک اہم اور تاریخی ملک ہے۔ یہ تین Transcancasian ممالک (جورجیا، آذربائیجان، آرمینیا) میں سب سے چھوٹا ملک ہے۔ شمال اور مشرق میں اس کی حدود جورجیا اور آذربائیجان سے گھری ہوئی ہیں جبکہ جنوب مشرق اور مغرب میں اس کی سرحد علی الترتیب ایران اور ترکی سے لگتی ہیں۔

جغرافیائی حالت: آرمینیا ایک پہاڑی ملک ہے۔ سطح سمندر سے اسکی اوسط اونچائی 5900 فٹ ہے۔ یہاں نشیبی علاقے نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ملک کا محض دسواں حصہ ہی ایسا ہے جسکی انچائی سطح سمندر سے 3300 فٹ سے کم ہے۔ ملک کی سب سے اونچی پہاڑی Algahez ہے جو شمال مغربی علاقے میں ہے اور اس کی اونچائی 13,418 فٹ ہے۔ اس خطہ میں پہاڑی سلسلوں کے علاوہ، گہری دریائی وادیاں اور کئی زندہ آتش فشاں موجود ہیں۔ یہ علاقہ اکثر زلزلوں کا شکار رہتا ہے۔ 7 دسمبر 1988ء کو آئے ایک ہولناک زلزلے نے شمال مغربی شہر Gyumni کا تباہ و برباد کردیا۔ اس حادثہ میں تقریباً 55 ہزار لوگ لقمۂ اجل بن گئے۔

آبکاری نظام: یہاں کے اکثر دریا چھوٹے ہیں اور بہت سے موڑوں اور آبشاروں کی وجہ سے خطرناک بھی ہیں۔ موسم بہار میں جب برف پگھلتی ہے تو پانی کی سطح اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ سطح ارتفاع میں یکسانیت نہ ہونے کی وجہ سے دریاؤں میں پانی کا بہاؤ بہت تیز ہوتا ہے، لہٰذا ان دریاؤں سے بجلی بنانے کے وسیع امکانات موجود ہیں۔ دریائے کورا جو 300 میل لمبا ہے آرمینیا اور ترکی و ایران کے درمیان قدرتی سرحد قائم کرتا ہے۔ دریاؤں کے علاوہ یہاں بہت سے چشمے ہیں جو طبی نقطۂ نگاہ سے کافی فوائد کے حامل ہیں۔

تاریخ: آرمینین لوگ جو انڈو-یوروپین قوم میں سے ہیں، کا تواریخ میں سب سے پہلے ذکر 7ویں صدی قبل مسیح میں ملتا ہے۔ جب ان لوگوں نے یہاں کے اصل باشندوں کو عرارات پہاڑ کی طرف دھکیل دیا۔ ان حملہ آوروں نے یہاں اپنی بالادستی قائم کی اور اپنے مغلوب قوم کے آثار پر ایک عظیم تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھی۔ آرمینین لوگ خود کو Hayk کہا کرتے تھے۔ ان کی یہ بالادستی زیادہ دیر تک نہ رہ سکی اور جلد ہی Cyaxares نے ان کو Median سلطنت کا ایک حصہ بنالیا۔ Dariyus اوّل کے وقت کے نقوش میں اس ملک کا ذکر Armina اور Armaniya کے نام سے ملتا ہے۔ یونانی مؤرخ Herodotus کے مطابق اس نے اسے فارس سلطنت کی 13ویں ریاست بنایا۔ آرمینیا تب تک فارس کا ہی جزو بنا رہا حتی کہ سکندر اعظم نے اسے Macedonia سلطنت میں داخل نہ کرلیا۔ سکندر کی وفات کے بعد اس کے جانشین یہاں زیادہ دیر تک اثر و رسوخ قائم نہ رکھ سکے اور جلد ہی رومن سلطنت کا جھنڈا یہاں لہرانے لگا۔ رومن تسلط کے دوران آرمینیا اس علاقے میں ایک طاقتور ریاست بن کر نمودار ہوئی۔ لیکن جلد ہی یہ فارس اور رومن حکومتوں کے درمیان زور آزمائی کا نشانہ بن گیا۔

عثمانی ترکوں کے Contantinople پر قبضہ کے بعد یہاں عثمانی حکومت کا آغاز ہوا۔ 1405ء میں تیمور کے انتقال کے بعد یہ ترکوں اور فارس کے درمیان میدانِ جنگ بن گیا۔ ترکوں نے عارضی طور پر تو فارس کو شکست دے دی لیکن 1735ء میں انہیں یہاں سے مکمل طور پر انخلاء کرنا پڑا۔

معاشرتی زندگی: ملک کی تقریباً تمام آبادی آرمینین ہے، جو آرمینین زبان بولتی ہے۔ باقی لوگ کُرد یا رشین وغیرہ ہیں۔ آذربائیجان کے ساتھ اختلافات کے چلتے یہاں بسنے والی آذربائیجانی آبادی کو اپنے وطن واپس جانا پڑا۔ 300ء میں یہاں کے لوگوں نے عیسائیت کو اختیار کیا اور ان کا تعلق Armenian Catholic چرچ سے ہے جو روم سے منسلک ہے۔

عمومی صورتحال: اس وقت آرمینیا اپنے ہمسائے ملک آذر بائیجان میں واقع خود مختار علاقے Nagorno Karabakh کے ساتھ الحاق کی کوششیں کر رہا ہے۔ 1990ء میں سوویت یونین نے آذر بائیجان کے ساتھ چل رہی خانہ جنگی کو بند کرانے کے لئے اپنی افواج بھیجی تھیں۔ عیسائی اکثریت والے آرمینیا کی مسلم آبادی والے آذر بائیجان کے ساتھ لڑائی 92ء میں شدت اختیار کر گئی جو 94ء تک جاری رہی۔ مئی 94ء میں جنگ بندی کا اعلان کر دیا گیا۔

آرمینیا روس کا ایک قریبی ساتھی ہے۔ اور اپریل 97ء میں اس نے روس کے ساتھ ایک معاہدہ پر دستخط کئے جس کے تحت روس آرمینیا میں 25 سال تک فوجی کیمپ قائم رکھ سکتا ہے۔

اقتصادی صورتحال: سوویت حکومت کے دوران آرمینیا کی اقتصادیات کو کھیتی باڑی سے صنعتی اقتصادیات میں تبدیل کر دیا گیا، لیکن پھر بھی کھیتی باڑی کو بہت اہمیت حاصل ہے اور یہ مجموعی گھریلو پیداوار کا 2/5 پر مشتمل ہے اور کل آبادی کا پانچواں حصہ اس کام سے منسلک ہے۔ ملک کی صنعت مکمل طور پر توانائی اور خام مال کی درآمدگی پر منحصر ہے۔ 1989ء کے زلزلہ نے اقتصادیات کو بھاری نقصان پہنچایا اور ایک تہائی کے قریب صنعت کو تباہ کر دیا، جس سے ملک کی اقتصادی حالت نہایت کمزور ہو گئی۔ 1989ء میں تنازعہ کی وجہ سے آذر بائیجان نے قدرتی گیس کی پائپ لائن بند کر دی جس کی وجہ سے ملک کو توانائی کے بحران کا شکار ہونا پڑا اور اقتصادیات پر مزید منفی اثر پڑے۔

کھیتی باڑی: آرمینیا میں کھیتی باڑی کے لئے بہت سی مشکلات ہیں۔ قابل کاشت زمین بہت کم ہے اور کل رقبہ کے 2/5 سے بھی کم پر مشتمل ہے۔ شمال مشرقی اور جنوبی علاقوں میں بہترین قسم کے انگور اور پھلوں کی کاشت ہوتی ہے۔ کل قابل کاشت زمین کے آدھے سے زیادہ پر کھیتی کی جاتی ہے۔ 3300 فٹ سے زیادہ اونچائی پر کھیتی باڑی کے ساتھ مویشی بھی پالے جاتے ہیں۔ پہاڑی علاقوں میں اناج کی فصلیں اگائی جاتی ہیں اور مویشی پالے جاتے ہیں جبکہ نشیبی علاقہ میں تمباکو اور آلو کی کھیتی کی جاتی ہے۔ کھیتی باڑی کی پیداوار بہت سی صنعتوں کو خام مال مہیا کرتی ہے۔

انتظامی اور سماجی صورتحال: 1995ء میں آرمینیا نے ایک نیا آئین اپنایا۔ اس آئین میں شہریوں کو بہت سے بنیادی حقوق اور آزادی دی گئی ہے۔ اس سے پہلے ملک میں سوویت زمانہ کا آئین 1978ء سے لاگو تھا۔ ملک میں 131 ممبری قانون ساز اسمبلی ہے جس میں ممبروں کا انتخاب 4 سال کے لئے ہوتا ہے۔ قانون ساز اسمبلی کو بجٹ پاس کرنے کا، معاہدات کرنے کا اور اعلان جنگ کرنے کا اختیار ہے۔

صدر حکومت کا سربراہ ہے اور اس کا انتخاب دو لگاتار پانچ سال کی میعاد کے لئے ہوتا ہے۔ صدر ہی کیبنٹ اور ہائی کورٹ کے ممبر نامزد کرتا ہے، اور مسلح افواج کا سربراہ ہوتا ہے۔

ملک کی عدلیہ Trial کورٹ، Appellate کورٹ، Court of Cassation (سب سے بڑا Appelate کورٹ)، اور نو ممبری Constitutional کورٹ پر مشتمل ہے۔

آرمینیا بہت سے Oblasti (صوبوں) میں بٹا ہوا ہے۔ مقامی اختیار mayor یا گاؤں کے بزرگوں کے پاس ہوتا ہے۔

بھارت میں آرمینیا کا سفارتخانہ

Embassy of the Republic of Armenia
B-8/2, Vasant Vihar, New Delhi-110019
Tel: 614-73-28, 615-31-31
Fax:614-73-29 Email:armembind@indiaserver.com

آرمینیا میں ہندوستانی سفارتخانہ

Embassy of India
50/2m Pionerekan Street, Yereven-375019
Tel:00-374-1-539173,538288
Fax:00-374-1-533984, Email:inemyr@arminco.com

اللہ تعالیٰ جلد اس ملک کو اسلام کے آغوش میں لے آئے۔ آمین

هٰذا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ
K.A.NAZEER AHMED
Mobile: 9847354898
Ph. Res.: 0495-405834
Off:0495-702163
13/602 F
Rly. Station Link Road
Near Apsara Theatre
Calicut-673002

All Kinds of Belts, School & Caps
WHOLESALE AND RE
SELLERS
BAG AND CHAPPAL P
APSARA BELT CORNER

انٹرنیٹ کی خبریں

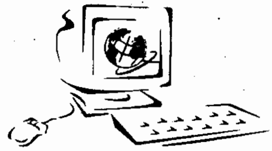

کیا آپ جانتے ہیں؟

آج کے دور میں جہاں سائنس نے بے پناہ ترقی کر لی ہے وہیں آج بھی سائنس بہت سی جگہ بے بس اور لاچار نظر آتی ہے۔ آج دنیا ایڈز کی شکل میں ایک بہت بڑے مسئلہ سے دوچار ہے۔ گذشتہ یکم دسمبر کو دنیا نے عالمی طور پر Aids Day منایا۔ اسی مناسبت سے عالمی ادارۂ صحت کی طرف سے جاری کردہ ایڈز سے متأثر افراد کی مکمل رپورٹ جاری کی۔ یہ اعداد وشمار ایک نہایت ہی خطرناک صورتحال کی پیش خبری دے رہے ہیں۔ اور جس تیزی سے یہ بیماری وسعت اختیار کر رہی ہے اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آئندہ چند سالوں میں ایڈز دنیا میں سب سے زیادہ مہلک مرض بن کر ظاہر ہوگا۔ اس سلسلہ میں عالمی ادارۂ صحت کی طرف سے جاری کردہ 26 نومبر 2002ء تک کے تازہ ترین اعداد بتاتے ہیں کہ دنیا بھر میں چار کروڑ بیس لاکھ افراد ایڈز/ایچ آئی وی سے متأثر ہیں۔ ان میں سے تین کروڑ ۸۶ لاکھ بالغ مرد ہیں جبکہ عورتوں کی تعداد ایک کروڑ ۹۲ لاکھ ہے۔ جبکہ اس مرض سے متأثر بچوں ۳۲ لاکھ ہے۔ صرف سال ۲۰۰۲ء میں ہی اس مرض سے متأثر ہونے والے افراد کی تعداد ۵۰ لاکھ ہے۔ دورانِ سال ایڈز کا کہرام جاری رہا اور اس سے ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد ۳۱ لاکھ رہی۔ مشرقی یورپ اور وسطی ایشیا میں یہ بیماری بہت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ اب تک یہاں ۱۲ لاکھ افراد اس بیماری کے شکار ہیں۔ ایشیا اور Pacific میں ۲۷ لاکھ افراد اس مرض کا شکار ہیں۔ چین میں اس سال کے وسط تک دس لاکھ لوگ اس کا شکار تھے اور اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اگر اس مرض کو روکنے کے لیے مناسب اقدام نہ اٹھائے گئے تو اس دہاکے کے آخر تک صرف چین میں ہی ایک کروڑ لوگ اس مرض سے متأثر ہونگے۔ بھارت میں یہ مرض بہت خطرناک صورت اختیار کر رہا ہے جس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ یہاں کی بالغ آبادی میں سے ایک فیصد اس مرض سے متأثر ہے۔ اس وقت یہاں ۳۹ لاکھ افراد اس مرض سے دوچار ہیں جو جنوبی افریقہ کی کے بعد دنیا میں سب سے بڑی تعداد ہے۔

اس سلسلہ میں عالمی طور پر اس مرض نے کیا صورتحال اختیار کی ہے، اس کا مختصر خاکہ مندرجہ ذیل ہے:-

علاقائی اعداد و شمار

برائے متأثرین HIV/AIDS دسمبر 2002ء تک

علاقہ	بیماری کی شروعات	مرض سے متأثر بالغ اور بچوں کی تعداد	دوران سال مرض سے متأثر ہونے والے بالغ اور بچوں کی تعداد	بالغوں میں بیماری کی شرح فیصدی	ایچ آئی وی پازیٹیو سے متأثر عورتوں کی شرح فیصدی
SubSaharan Africa	70ء کے آخر اور 80ء کے شروع میں	2 کروڑ 94 لاکھ	35 لاکھ	8.8%	58%
شمالی افریقہ اور مشرقِ وسطیٰ	80ء کے آخر میں	5 لاکھ 50 ہزار	83 ہزار	0.3%	55%
جنوبی اور جنوب مشرقی ایشیا	80ء کے آخر میں	60 لاکھ	7 لاکھ	0.6%	36%
مشرقی ایشیا اور Pacific	80ء کے آخر میں	12 لاکھ	12 لاکھ 70 ہزار	0.1%	24%
لاطینی امریکہ	70ء کے آخر اور 80ء کے شروع میں	15 لاکھ	ایک لاکھ 50 ہزار	0.6%	30%
کریبیائی ممالک	70ء کے آخر اور 80ء کے شروع میں	4 لاکھ 40 ہزار	60 ہزار	2.4%	50%
مشرقی یورپ و وسط ایشیا	90ء کے شروع میں	12 لاکھ	2 لاکھ 50 ہزار	0.6%	27%
مغربی یورپ	70ء کے آخر اور 80ء کے شروع میں	5 لاکھ 70 ہزار	30 ہزار	0.3%	25%
شمالی امریکہ	70ء کے آخر اور 80ء کے شروع میں	9 لاکھ 80 ہزار	45 ہزار	0.6%	20%
آسٹریلیا و نیوزیلینڈ	70ء کے آخر اور 80ء کے شروع میں	15 ہزار	500	0.1%	7%
میزان		4 کروڑ 20 لاکھ	50 لاکھ	1.2%	50%

بشکریہ www.unaids.org

آئینہ حیات

- زندگی کی راہ میں ایسے پھول بکھیرو کہ لوگ اسے چننے کی خواہش کریں۔
- اپنے دل کی عمارت کو گرنے نہ دو۔ لوگ گری ہوئی عمارت کی اینٹیں بھی اٹھالیتے ہیں۔
- کتنی عجیب بات ہے کہ لوگ بیماری کے ڈر سے خوراک چھوڑ دیتے ہیں لیکن آخرت کے ڈر سے گناہ نہیں چھوڑتے۔
- اپنے چاروں طرف امیدوں کا جال بُن کر اپنے آپ کو مکڑی کی طرح قید مت کرو۔ کیونکہ مکڑی اپنے جال میں ایک دن خود پھنس جاتی ہے۔
- کسی کی محبت کا اندازہ اس وقت تک مت لگاؤ جب تک کہ وہ تمہارا ساتھ مشکل وقت میں نہیں دیتا۔
- مشکلات سے مت گھبراؤ کیونکہ مشکلات سے گزر کر ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں۔
- جو شخص نگاہ کی التجا کو نہ سمجھے اسکے سامنے زبان کو شرمندہ نہ کرو۔
- اپنے کردار کو اتنا بلند کرو کہ چھوٹی چھوٹی تکلیفیں تم کو نقصان نہ پہنچائیں۔ لوگ اونچے پہاڑوں سے نہیں بلکہ کنکروں سے پھسلتے ہیں۔
- چھوٹے چھوٹے اخراجات کا دھیان رکھا کرو۔ کیونکہ معمولی سراخ بہت بڑے جہاز کو ڈبو دیتا ہے۔

(مراسلہ: شیخ صباح الدین۔ متعلم جامعہ احمدیہ قادیان)

ایک الہام ایک خوشخبری

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہوا کہ ’’خدا کی پناہ میں گذارو‘‘ (البدر ۲۸ اگست ۱۹۰۳ء)

اس الہام کا ذکر کرتے ہوئے سیّدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’یعنی تمہیں یہ خوشخبری ہے کہ اب اللہ کی پناہ میں تم آچکے ہو اور بقیہ وقت تمہارا خدا کی پناہ میں گزرے گا۔ یہ ۱۹۰۳ء کا الہام ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ ۱۹۰۳ء کے الہامات عام طور پر ۲۰۰۳ء میں ایک نئی شان کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل ۱۱۹ اکتوبر ۲۰۰۱ء)

JMB Ricemill Pvt. Ltd.

AT: TISALPUT, P.O.: RAHANJA, BHADRAK, PIN-756111

Ph: 06784-50853 Res: 50420

"انسان کی ایک ایسی فطرت ہے۔ کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتوہ حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے" (کلام امام الزمان)

فہرست مضامین مشکوٰۃ

سنہ ۲۰۰۲ء

مشکوٰۃ کے سال ۲۰۰۲ء کے تمام شماروں میں شائع شدہ مضامین کی فہرست قارئین کے استفادہ کے لئے پیش کی جارہی ہے۔ مضامین کو تلاش کرنے میں اس سے کافی سہولت ہوگی۔ انشاء اللہ

جنوری

اداریہ۔مبارک صد مبارک 2
فی رحاب تفسیر القرآن 3
ایم ٹی اے استفادہ-5 7
سیرت النبیؐ عورتوں کے حقوق کی روشنی میں قسط-2 آخری 12
من الظلمات الی النور 19
عیدالاضحیۃ-قربانی کی عید 21
واقفینِ نو کیلئے عمومی راہنمائی قسط دوئم 23
کنگسٹن سے قرطبہ تک قسط-3 27
مشروم (Mashroom) 33
قرآن مجید کی خصوصیات 35
وصایا 15133 تا 15135 39

فروری

اداریہ-کہاں غربال میں رہتا ہے پانی 2
فی رحاب تفسیر القرآن 11
کلام الامام-دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو 5
ایم ٹی اے سے استفادہ-6 6
سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قسط اوّل 10
نوجوانانِ احمدیت کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام 15
حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی قرآن دانی 20
اپنا دائرہ معلومات وسیع کیجئے 26
اسلام اور پردہ 31
فہرست مضامین مشکوٰۃ 2001ء 35
وصایا 15136 تا 15139 39

مارچ

نظم-صدیوں کے بگڑے ایک نظر میں سُدھر گئے 2
فی رحاب تفسیر القرآن 3
کلام الامام-استغفار کے ساتھ ایمان کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں 5
ایم ٹی اے سے استفادہ-7 6
سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قسط دوئم 8
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں غیروں کی آراء 15
دو ہزاروں سال کی عظیم ترین ایجاد! 17
سوئٹزرلینڈ Switzerlanad 24
جانوروں کی دنیا 30
حقوق العباد 32
اخبارِ مجالس 34
وصایا 15140 تا 15141 40

اپریل

اداریہ-اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کی توجہ کیلئے 2
فی رحاب تفسیر القرآن 3
کلام الامام-''آؤ میں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں'' 5
ایم ٹی اے سے استفادہ-8 6
سوانح حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آخری قسط 10
تلاوت قرآن مجید کے آداب 14
اکیسویں صدی میں ہونے والی حیران کن ایجادات قسط اوّل 18
علم بڑی دولت ہے 22
انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ہمارے نوجوان 24
رپورٹ سہ روزہ فری آئی کیمپ 27
عظیم ادبی شخصیت-محترم ثاقب زیروی صاحب کا ذکرِ خیر 31
وصایا 15142 تا 15150 37

مئی

اداریہ-گجرات آج بھی جل رہا ہے! 2
فی رحاب تفسیر القرآن 3
کلام الامام-دعا کی ماہیت 4

ایم ٹی اے سے استفادہ-9	5
لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ کا تعارف اور نقوش کی معنویت	10
مجلس عرفان-جہاد کا غلط تصور اور اس کے خطرناک مضمرات	12
اردو زبان کی کارآمد ویب سائٹس	17
اکیسویں صدی میں ہونے والی حیران کن ایجادات قسط دوئم	18
ملک ملک کی سیر-1 افغانستان	24
اخبارِ مجالس	26
وصایا 15151 تا 15159	39

جون

اداریہ-عملی نمونہ کی ضرورت	2
کلام الامام-نماز میں لذت نہ آنے کی وجہ اور اس کا علاج	4
مجلس عرفان	5
صحابہؓ مسیح موعود علیہ السلام نماز تہجد کی دلکش ادائیں	11
حضرت راجہ عطا محمد خان صاحبؓ	20
نفسیاتی بیماریوں کا علاج	23
ملک ملک کی سیر-5، البانیا	28
کہانی-Name Plate	30
اخبارِ مجالس	35
وصایا 15160 تا 15169	38

جولائی

اداریہ-قومی ترقی کا راز	2
کلام الامام-میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے	4
مجلس سوال و جواب	5
اشعار ''دستِ قبلہ نما'' کی تشریح	8
حضرت مسیح موعودؑ کا کلام اور آپ کی پاکیزہ تحریرات	10
خلافت کی ناقدری اور مسلمانوں کا واویلا	13
نظم-فوائد بیعت در سلسلہ احمدیہ	19
نزلہ، زکام اور کھانسی اور ان کا علاج	20
حضرت مسیح موعودؑ دعوۃ الی اللہ کے آئینہ میں، قسط-اوّل	23
ملک ملک کی سیر-3، الجیریا	29
کہانی-راستے میں لفٹ نہیں دینی	31
اخبارِ مجالس	34
وصایا 15170 تا 15171	40

اگست

اداریہ-ہوشیار باش	2
ارشاد حضرت مصلح موعودؓ-مایوسی کا وقت نہیں......	3
قائد-وہ جو اپنے نمونے سے لوگوں کے دل فتح کرے	4
عرفان کے موتی	6
خدمتِ خلق-حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ زندگی کے بعض واقعات	9
حضرت مسیح موعودؑ دعوۃ الی اللہ کے میدان میں، قسط-دوئم	14
ملک ملک کی سیر-4، انڈورہ	18
حکایات	20
نباتات کا حسیاتی نظام	23
پروگرام اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت 02ء	27
اخبارِ مجالس	29
رپورٹ پندرہ روزہ تربیتی کیمپ جون 02ء	34
زاغ کی چونچ میں انگور	38

ستمبر

اداریہ-میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
نظم-روح قطرہ قطرہ جسم میں پگھلی تمام رات	4
کلام الامام-حقیقی نجات	5
دنیا کا سب سے بڑا موثر انسان	6
عرفان کے موتی	11
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت سلطان القلم قسط اوّل	18
اطفال الاحمدیہ کا روشن مستقبل	22
ملک ملک کی سیر-5، (انگولا)	24
رپورٹ صوبائی اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ کیرلہ	26
دعا کی برکات	29
طبی مسائل	31
اخبارِ مجالس	33
وصایا 15174 تا 15178	40

اکتوبر

اداریہ-اے مرے اہلِ وفا سُست کبھی گام نہ ہو	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام-اندرونی سے الگ ہوکر مصفّٰی قطرہ کی طرح بن جاؤ	4
ازدیادِ علم کی دعا	5
عرفان کے موتی	6
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت سلطان القلم قسط دوئم	14
داستانِ درویشی......محترم گیانی عبداللطیف صاحب درویش قادیان	17
رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم	25
ملک ملک کی سیر-6،اینٹی گوا،باربوڈا	28
کہانی-وہ بلاتھی یا باؤلی	30
فقہی مسائل	32
اخبارِ مجالس	36
وصایا15180 تا 15185	38

نومبر

اداریہ-رمضان اصلاحِ نفس کا بہترین ذریعہ	2
فی رحاب تفسیر القرآن	3
کلام الامام-رمضان المبارک کی عظمت	5
عرفان کے موتی	6
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بحیثیت سلطان القلم قسط سوئم	11
مفتوح اقوام سے حسنِ سلوک	14
داستانِ درویشی......محترم چوہدری عبدالسلام صاحب درویش قادیان	17
جس تن سوتن جانے	20
رپورٹ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت 02ء	23
رپورٹ 16واں سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کشمیر	26
ملک ملک کی سیر-7،ارجنٹینا	28
کہانی-پرندے......قدرت کے سفیر	30
اخبارِ مجالس	32
وصایا15172-73،15186 تا 15191	38

دسمبر

کلام الامام	3
جلسہ سالانہ	4
عرفان کے موتی	10
حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کی روشنی میں تربیتِ اولاد	17
لباس التقویٰ	23
تصاویر واقفین وواقفاتِ نو بھارت	25
مجلس عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت 03-2002ء	34
اخبارِ مجالس	36
ملک ملک کی سیر (۸) آرمینیا	40
فہرست مضامین مشکوٰۃ 2002ء	44
وصایا96-15192	47

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

طالب دُعا۔

AHMAD-FRUIT-AGENCY

Commision & Forwarding
Agents
ASNOOR(KULGAM)
KASHMIR

وصایا

منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی دوست کو کسی بھی جہت سے اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع فرمائیں۔

﴿سیکریٹری بہشتی مقبرہ﴾

وصیت نمبر 15192

میں امۃ النصیر زوجہ مکرم ایاز محمود صاحب قوم چیمہ احمدی مسلمان پیشہ گھریلو عمر 40 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 24/06/02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

مَیں وصیّت کرتی ہوں کہ میری وفات پرکُل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

میری اِس وقت غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میری منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱)-حق مہر دس ہزار روپے (10000/-) بذمہ خاوند وصول ہیں۔

۲)-ایک انگوٹھی طلائی جس کی قیمت -/1200 روپے ہے۔

۳)-ایک عدد گھڑی دستی جس کی قیمت -/500 روپے ہے۔ اِس کے 1/10 حصہ کی ادائیگی کروں گی۔

اس کے علاوہ میرا کوئی ذریعہ فی الوقت نہیں ہے جب بھی آمد پیدا کروں گی تو اس کے 1/10 حصہ کی ادائیگی کرتی رہوں گی۔ اس وقت گھر کے رہن سہن کے مطابق ماہوار تین صد روپے پر حصہ آمد 1/10 حصہ ادا کرتی رہوں گی۔ نیز میری وفات کے بعد جو بھی ترکہ ثابت ہو اُس کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربّنا تقبّل منّا اِنّک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ
بشارت احمد حیدر	امۃ النصیر	غلام نبی

وصیت نمبر 15193

میں انجم آراز وجہ مکرم سیّد فہیم احمد صاحب مبلغ سلسلہ قوم احمدی مسلمان عمر 20 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن لکھنؤ ڈاکخانہ لکھنؤ ضلع لکھنؤ صوبہ اُتر پردیش بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 1/3/2001 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	ملی گرام-گرام
۱) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/15,000 روپے	
۲) زیورات طلائی گلے کے ہار دو عدن وزن	10-550
کان کی بالیاں دو جوڑی	5-250
چُوڑیاں طلائی چار عدد وزن	5-000
کل وزن طلائی زیور	20-800
قیمت	8,944/-
۳) زیور نقرئی پازیب دو جوڑی وزن $12^1/2$ تولہ قیمت -/875	
کل قیمت زیورات مبلغ	9819/-

اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ آبائی جائیداد سورو ضلع بالاسور اُڑیسہ میں ایک مکان غیر منقسم ہے۔ والد صاحب وفات پا گئے ہیں والدہ حیات ہیں۔ الحمد للہ۔ اس سے مجھے جو بھی حصہ ملے گا اس کا 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں۔ ماہانہ خورد و نوش کے لحاظ سے مبلغ -/300 روپے ماہوار پر تازیست 1/10 حصہ آمد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز اس کے علاوہ آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع بھی مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی۔

میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سیّد فہیم احمد	انجم آراء	محمد انور احمد
خاوند موصیہ		انسپکٹر وصایا زیل لکھنؤ

وصیت نمبر 15194

میں رحمت اللہ جینا ولد عبد الرؤف جینا قوم احمدی پیشہ تجارت عمر 60 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن یادگیر ڈاکخانہ ضلع گلبرگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 28/6/2001 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد متروکہ منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اسوقت میری جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱) ایک مکان آبائی جائیداد سے جسمیں میرا حصہ 15x60 ہے جسمیں

میری رہائش ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ مکان نمبر 2-7-86 ہے۔

ذریعہ آمد تجارت ہے۔ چپل کی ایک دکان Star Footwear کے نام سے ہے جسمیں خاکسار اور میرے دو بیٹے حصہ دار ہیں۔ جن سے میری آمد ماہوار مبلغ -/2500 روپے ہے۔ میں تازیست اپنی آمد 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا رہوں گا۔ نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دوں گا۔ اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت 1/4/2001 یکم اپریل 2001ء سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جاوید اقبال اختر	رحمت اللہ جینا	محمد مصلح الدین سعدی
سیکریٹری مجلس کارپرداز		مبلغ سلسلہ یادگیر

وصیت نمبر 15195

میں شہادت بیگم زوجہ ماسٹر رحمت اللہ صاحب ملک قوم مسلمان پیشہ ملازمت عمر 57 سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن نگر بھدرواہ ڈاکخانہ بھدرواہ ضلع ڈوڈہ صوبہ جموں و کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 15 اکتوبر 2002ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس منقولہ و غیر منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱) رہائشی مکان کا 1/2 حصہ جو محلہ کھکھل بھدرواہ میں واقع ہے۔ اور جسکا نمبر 291 ہے۔

۲) میں گورنمنٹ ٹیچر ہوں۔ اس وقت مبلغ -/10149 روپے ماہوار ملتے ہیں۔ جی پی فنڈ اور انشورنس مبلغ -/2109 روپے علاوہ ہیں۔ جسکا 1/10 بعد از ریٹائرمنٹ ادا کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

۳) زیور طلائی

کڑا ایک عدد وزن	20-00 گرام قیمت	8,000-00
دو جوڑی کانٹے //	10 گرام //	4,000-00
انگوٹھی ایک عدد //	4 گرام //	1600-00
ایک ٹکڑا سونا //	11 گرام //	4,500-00

اور حق مہر -/1,000 کل میزان

جیسا کہ اوپر ذکر ہے میں اپنی تنخواہ کا 1/10 حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی رہے گی۔

یہ وصیت 15/10/02 سے نافذ العمل ہوگی۔ انشاء اللہ

گواہ	الامۃ	گواہ شد
رحمت اللہ	شہادت بیگم	عطاء اللہ نصرت
		انسپکٹر بیت المال آمد

وصیت 15196

میں آسیہ خاتون بیوہ مولانا عبدالودود مرحوم قوم مسلمان پیشہ امور خانہ داری عمر 55 سال تاریخ بیعت 1996 ساکن لکھوا ڈاکخانہ ڈیہا ضلع بیر بھوم صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ 30/01/02 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ میری گذر اوقات کے اخراجات میرے بیٹوں کے ذمہ ہے۔ میرا ایک بیٹا بطور معلم عبدالرؤف راجستھان میں فریضہ تبلیغ انجام دے رہا ہے۔ اور دوسرا بیٹا دہلی میں بطور عارضی کلرک خدمت سلسلہ انجام دے رہا ہے۔ اگر آئندہ میری کوئی آمد ہوئی یا میں نے جائیداد بنائی تو اسکی اطلاع دفتر کو کردونگی۔ میں ماہانہ خورد و نوش کے اخراجات پر ماہانہ -/350 روپے پر 1/10 حصہ کی وصیت منظور کرنے کی درخواست کرتی ہوں۔ اور میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ ہوگی۔

گواہ	الامۃ	گواہ
شیخ محمد داؤد علی	آسیہ خاتون	عبدالمومن راشد
		انسپکٹر بیت المال آمد

قائدین و ناظمین اطفال متوجہ ہوں

مجلس اطفال الاحمدیہ کا نیا سال یکم اکتوبر 2002ء سے شروع ہو چکا ہے لہٰذا تمام قائدین و ناظمین اطفال سے گذارش کی جاتی ہے کہ وہ باقاعدگی کے ساتھ ماہانہ کارگزاری رپورٹ سے دفتر کو مطلع کریں۔ اسی طرح ۳۱ دسمبر ۲۰۰۲ء سے قبل اپنی فہرست تجنید و فارم تشخیص بجٹ آمد بھی ارسال کریں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

مہتمم اطفال
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

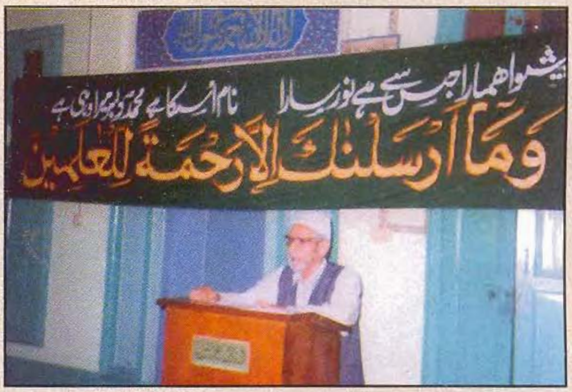

جماعتِ احمدیہ سرینگر (کشمیر) کی طرف سے منعقدہ جلسہ سیرۃ النبیؐ کے موقعہ پر
محترم عبدالسلام صاحب ٹاک صدر جماعت تقریر کرتے ہوئے

مؤرخہ 6راکتوبر 02ءکوڈائمنڈ ہاربر (مشرقی بنگال) میں مجلس خدام الاحمدیہ بنگال کا صوبائی اجتماع منعقد
ہوا۔ اس موقعہ پر مکرم شیراز احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت خطاب فرماتے ہوئے

حاضرین اجتماع کا ایک منظر

شُرکاءاجتماع کھانا تناول کرتے ہوئے

جمشید پور (جھارکھنڈ) میں منعقدہ بک فیئر میں جماعت کے اسٹال کا ایک منظر
تصویر میں بائیں طرف (بیٹھے ہوئے) مولوی فرزان احمد خان صاحب، مکرم سیّد مظہر الحق صاحب قائد
مجلس اور مکرم بشیر احمد خان صاحب معلّم وقفِ جدید بھی دکھائی دے رہے ہیں۔

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے موقعہ پر محترم صاحبزادہ صاحب مکرم مظفر احمد صاحب
ناظم اطفال حیدر آباد کو مجالس اطفال الاحمدیہ بھارت کے مابین حُسنِ کارکردگی میں دوئم آنے پر ٹرافی
سے نوازتے ہوئے

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. 38951/82 Postal Registration No. Pb (0194)2002

Monthly **Qadian**

MISHKAT

Majlis Khuddamul Ahmadiya Bharat Qadian

Editor :- Zainuddin Hamid

Ph.: (91) 1872-220139 (R) 222232
Fax: 220105

Vol. NO.21 December, 2002 No. 12

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود بانئ جماعت احمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام جلسہ سالانہ کی اہمیت و عظمت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے۔ اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

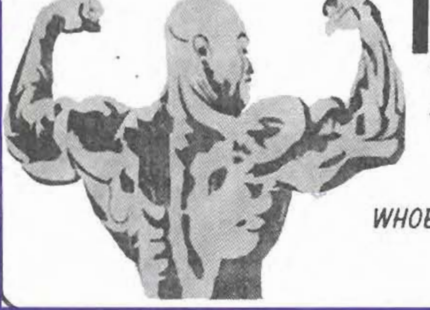

Tara's Dynamic Body grow

India's No.1 Weight Gainer for All

Weight Gain & Weight Lose باڈی گرو کھاؤ، باڈی بناؤ

WHOELSALE & RETAIL AVAILABLE AT: **BODY GROW GYM**

Santosh Complex, Beside Yadagiri 70mm, Santosh Nagar
Hydrabad (A.P.) Ph. 4532488(Gym), 4443036(R), Cell- 6521162